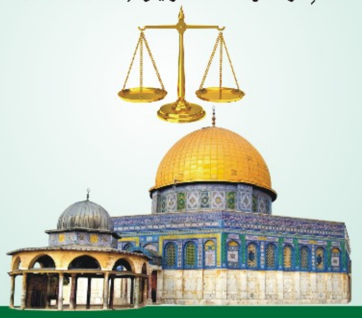
بچوں کے لئے خصوصاً اور
دیگر عوام وخواص کے لئے عموماً ایک علمی تحفہ

خلیفہ دوم کی باتیں

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زہد وتقویٰ، اخلاص وللہیت، علم وعمل، شجاعت وبہادری، خشیت وخوفِ الٰہی، فہم وفراست، جود وسخا، عفو ودرگذر، حلم وبردباری، ہمدردی وغم گساری، خدمتِ خلق اور عدل وانصاف سے متعلق ایمان افروز واقعات کا مستند مجموعہ



تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب
استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی



فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات
۹	عرضِ مؤلف
۱۱	مختصر سوانح خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ
۱۶	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اللہ کے راستے میں آدھے گھر کا ساز وسامان خرچ کرنا
۱۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنت میں محل
۱۸	حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور خدمتِ خلق
۱۹	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رعایا کی خبر گیری
۲۰	اے عمر! شیطان تجھ سے خوف کھاتا ہے
۲۱	مرغوبہ چیزوں کی طرف توجہ نہ کرنا
۲۲	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر ہمیں اپنی دعاوں میں یاد رکھنا
۲۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قحط زدہ لوگوں کی خدمت کرنا
۲۵	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور صحابہ کرام کا جذبہ ایثار و ہمدردی
۲۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حسنین کے لیے یمن سے جوڑے منگوانا
۲۹	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی اہلیہ سے خوشبو نہ تولوانا
۳۰	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بوڑھی عورت کی گفتگو تحمل سے سنا
۳۱	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹے کو اونٹوں کی زائد رقم بیت المال میں جمع کروانے کا حکم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لباس میں بارہ پیوند	۳۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری کمر پر چڑھ کر اس پرنالے کو اپنی جگہ لگائیں	۳۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بوڑھی عورت سے اپنے لئے دعا کروانا	۳۵
مسجد نبوی میں آواز بلند کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تنبیہ کرنا	۳۶
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رات کو پہرہ دینا اور بچوں کے لیے وظیفہ مقرر کرنا	۳۷
حضرت ابوبکر و عمر کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس کا ادب واحترام	۳۹
دوسروں کو اذیت پہنچانے کا ذریعہ نہ بنو	۴۰
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک معذور صحابی کے لیے خادم مقرر کرنا	۴۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیت المال کے جانوروں کی خود خدمت کرنا	۴۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات کا اشعار میں غم کا اظہار کرنا	۴۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ غلام کی سواری پر بیٹھ کر مدینہ میں داخل ہوئے	۴۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وعدے کی پاسداری اور ایران کے مشہور سپہ سالار کا قبولِ اسلام	۴۵
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے مثال شخصیت و بہادری	۴۷
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سادگی کو پسند کرتے تھے	۴۸
بدر کے قیدیوں کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اللہ رب العزت کو پسند آئی	۴۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحمل مزاجی	۵۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نماز کے دوران تلاوت میں رونا	۵۲
آخرت کا خوف	۵۳

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی بات سے رجوع کرنا	۵۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت	۵۶
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قحط سالی کے ایام میں رعایا کی فکر	۵۷
دنیا سے بے رغبتی	۵۸
عیش وعشرت اور لذیذ کھانوں سے اجتناب	۵۸
اپنی ابتدائی حالت اور ماضی کو نہ بھلائیں	۵۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اتباع سنت	۶۰
دوسروں کو اتباعِ سنت کا حکم دینا	۶۰
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادگی اور دنیا سے بے رغبتی	۶۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زہد وقناعت	۶۲
ایام خلافت میں آپ کا طرزِ زندگی	۶۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوسروں کے مشوروں اور آراء کو قبول کرنا	۶۴
سادہ اور معمولی غذا استعمال کرنا	۶۵
ایام خلافت میں بھی درویشی	۶۶
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی اصلاح کرنے والے سے خوش ہونا	۶۶
کھانے پینے کی لذتوں سے کوسوں دور	۶۷
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یوم الحساب کا خوف	۶۹
رعایا کے اموال کی حفاظت اور فکر مندی	۶۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دین کی خاطر سختی	۷۰

محبتِ رسول کی وجہ سے اپنے بیٹے کا وظیفہ کم مقرر کرنا	۷۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی راہِ خدا میں سخاوت	۷۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے گورنر کو قانون کے کٹہرے میں لانا	۷۳
غیر مسلموں کو دیئے گئے امان اور مال کی حفاظت کا تاکیدی حکم	۷۵
جب یہودی نے کہا: آپ نے حق فیصلہ کیا ہے	۷۷
بادشاہ ہو یا فقیر اسلام کا درسِ مساوات	۷۸
آخرت کی جواب دہی کا احساس	۷۹
اپنی لغزش پر ندامت اور احساس	۷۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے پر حضور کے معجزے کا ظہور	۸۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حاضر جوابی	۸۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت کا آگ پر ظہور	۸۲
ایک بدو سے معافی مانگنا اور رب العالمین کے سامنے آہ وزاری کرنا	۸۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دریائے نیل کو خط	۸۵
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت	۸۶
خلیفہ وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت	۸۷
اللہ نے ہمیں عزت اسلام کے ذریعے دی ہے	۸۹
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامت	۹۰
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور نماز کی فکر	۹۱
ایمان امید اور خوف کے درمیانی حالت کا نام ہے	۹۲

مستحقین کی امداد کے لئے اپنا کرتا اتار کر دے دیا	۹۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست	۹۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعب و دبدبہ	۹۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وسعت علم	۹۵
ایک نصرانی راہب کی عبادت ومشقت کو دیکھ کر آپ کا رونا	۹۶
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خواب	۹۷
آخرت سے متعلق آیات سن کر آپ کی کیفیت	۹۸
اوّلیات عمر رضی اللہ عنہ	۹۹
گورنر وقت کے بیٹے کو سرعام سزا دینا	۱۰۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چھ عمدہ نصائح	۱۰۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادگی اور دشمنوں پر ہیبت	۱۰۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف	۱۰۵
حکم خداوندی کے سامنے آتے ہی فوراً اطاعت کرنا	۱۰۷
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا باندی کو انصاف دلا کر آزاد کرنا	۱۰۸
کون عمر؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر عمر	۱۰۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایام قحط میں روزانہ بیس اونٹ نحر کرنا	۱۱۱
کفر کے مقابلے میں نہایت سخت	۱۱۱
معمولی شہد کے استعمال کے لیے رعایا سے اجازت طلب کرنا	۱۱۲
بیوہ عورت کے ساتھ خصوصی تعاون اور حسنِ سلوک	۱۱۳

اپنے اہلیہ کے بجائے ضرورت مندوں میں تقسیم کرنا	۱۱۴
خواہشات اور رغبتوں سے اجتناب	۱۱۵
رعایا میں مساوات کی خاطر لذیذ اور شیریں غذاؤں کو ترک کرنا	۱۱۶
دن کو سویا تو رعایا بیزار اور اگر رات کو سویا تو اپنی ذات برباد کردوں گا	۱۱۷
میں نے ان بچوں کو روتا دیکھا اب چاہتا ہوں ہنستا بھی دیکھ لوں	۱۱۸

عرضِ مؤلف

راقم نے بچوں کے لے خلفائے راشدین کی سیرت سے واقفیت کے لیےاس سے پہلے ایک کتاب لکھی تھی ''خلیفہ اول کی باتیں'' جوحضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح پر مشتمل تھی، یہ اُس سلسلے کی دوسری کتاب ہے ''خلیفہ دوم کی باتیں'' اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح اور آپ کے زہد وتقوی، اخلاص وللّٰہیت، علم وعمل، شجاعت بہادری، خشیت وخوفِ الٰہی، فہم وفراست، جود وسخا، عفو ودرگزر، حلم وبردباری، ہمدردی وغمگساری، خدمتِ خلق اور عدل وانصاف سے متعلق واقعات کا باحوالہ تذکرہ کیا ہے۔ ہر واقعہ کو حتی الامکان اصل مراجع سے لکھا ہے، ہر واقعہ کا جو مرکزی مضمون تھا اس کی عربی عبارت بھی نقل کی تا کہ بچوں کے ساتھ ساتھ اہل علم بھی اس سے مستفید ہوں، واقعات کے بعد ''پیارے بچو'' کا عنوان لگا کر اس واقعہ سے معلوم ہونے والے اسباق ونتائج بھی ذکر کئے۔ الحمدللہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے متعلق تقریباً تمام اہم واقعات اس میں یکجا ہوگئے ہیں۔ کتاب کا اسلوب ایسا رکھا ہے کہ یہ بچوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کے لیے بھی مفید ہو، اہلِ علم کے ذوق کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اہم عربی عبارات اور حوالہ جوات بھی نقل کیے تا کہ خواص بھی اس سے استفادہ کریں، میں نے اس کتاب میں زیادہ تر استفادہ درج ذیل کتب سے کیا ہے:

۱......**الطبقات الکبری**: علامہ ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ)

۲......**تاریخ الطبری**: علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ)

۳......**تاریخ مدینۃ دمشق**: علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ)

۴......**مناقب عمر بن الخطاب**: علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ)

۵......**الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ**: علامہ ابوالعباس احمد بن عبداللہ طبری رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۴ھ)

۶......**محض الصواب فی فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب** علامہ یوسف بن حسن بن احمد صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۹ھ)

۷......**تاریخ الخلفاء**: علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ)

۸......**حیاۃ الصحابۃ**: علامہ محمد یوسف بن محمد الیاس رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۴ھ) اور اس کے مترجم حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحب

۹......**مائة قصة من حياة عمر رضى الله عنه**: شیخ محمد صدیق منشاوی، اس کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے حضرت مولانا خالد محمود صاحب نے ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سو قصے'' کے نام سے۔

میرے مخلص شاگردِ رشید مولانا جمیل الرحمٰن حفظہ اللہ (فاضل جامعہ دار العلوم کراچی) نے اس کام میں میرے ساتھ کافی تعاون کیا ہے، اللہ تبارک وتعالی ان کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں نصیب فرمائے۔ آمین

اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی اس کاوش کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور راقم کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد نعمان

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

۱۶/ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ/۲۲/نومبر ۲۰۲۱ء

مختصر سوانح خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ

خلیفہ دوم حضرت عمر کا اسم مبارک ''عمر'' اور لقب ''فاروق'' ہے، آپ کا خاندانی شجرہ آٹھویں پشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے، آپ کے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام عتمہ ہے، حضرت ابوبکر صدیق کے بعد پوری امت میں آپ کا مرتبہ سب سے افضل اور اعلی ہے، آپ واقعہ فیل کے تیرہ برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ عمر میں تقریبا گیارہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹے ہیں، اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ قریش کی باعزت قبیلے سے تعلق رکھتے تھے، اعلان نبوت کے چھ سال بعد ۲۷ سال کی عمر میں آپ نے اسلام قبول کیا، آپ مرادِ رسول ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْکَ بِأَبِی جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ قَالَ: وَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ. (۱)

ترجمہ: اے اللہ! اسلام کو عزت عطا فرما، ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ پسند ہو، یعنی ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے (تو اُسے اسلام کی دولت سے مالا مال فرما) راوی حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں میں زیادہ محبوب حضرت عمر تھے۔

دعا بارگاہِ خداوندی میں قبول ہوئی اور آپ مشرف باسلام ہوگئے، آپ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے ۳۹ مرد اسلام قبول کر چکے تھے، آپ ۴۰ ویں مسلمان مرد تھے، آپ کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور انہیں حوصلہ ملا، اسلام کی قوت میں

(۱) سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب فی مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب، رقم الحدیث: ۳۶۸۱

اضافہ ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے ہجرت کی چھپ کر کی مگر حضرت عمر مسلح ہوکر خانہ کعبہ میں آئے اور کفار کے سرداروں کو للکارا اور فرمایا کہ جو اپنے بچوں کو یتیم کرنا چاہتا ہے وہ مجھے روک لے، حضرت عمر کی زبان سے نکلنے والے الفاظ سے کفارِ مکہ پر لرزہ طاری ہوگیا اور کوئی مقابلے میں نہ آیا۔ ❶

ہجرت کے بعد آپ نے جان و مال سے اسلام کی خوب خدمت کی، آپ نے اپنی تمام زندگی اسلام کی خدمت کرنے میں گزار دی، آپ نے تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ کردار ادا کیا اور اسلام کے فروغ اور اس کی تحریکات میں آپ کے رفیق رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے، آپ کی فضیلت میں بہت سی احادیث موجود ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ. ❷

ترجمہ: میرے بعد اگر نبی ہوتے تو عمر بن خطاب ہوتے۔

مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ سے یہ واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ پر نبوت و رسالت ختم ہوچکی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الإِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ. ❸

ترجمہ: بے شک میں (نگاہ نبوت سے) دیکھ رہا ہوں کہ انسانوں اور جنات میں

---

❶تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۵۲

❷سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب فی مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب، رقم الحدیث: ۳۶۸۶

❸سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب فی مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب، رقم الحدیث: ۳۶۹۱

موجود شیاطین عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالی نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری فرما دیا۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیشہ حق کہنے والے ہیں، ان کی زبان اور قلب پر کبھی باطل جاری نہیں ہوگا، اور یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خوف اور دبدبے سے شیطان اور ان کے آلہ کار بھاگتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَأَيْتُ كَأَنِّي أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ فَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، قَالُوا :فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ الْعِلْمِ ❷

ترجمہ: میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا، اور میں نے اس میں سے دودھ پیا، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دیا، صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ! اس کی کیا تعبیر ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس کی تعبیر علم ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علوم نبوت سے نوازا تھا، اللہ تعالی نے آپ کی زبان پر حق کو جاری کر دیا تھا، قرآن کریم کی ۲۰ سے زائد آیات ایسی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی منشا کے مطابق نازل ہوئی ہیں، یعنی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی، اللہ رب العزت نے اُسے قرآن بنا کر نازل کر دیا، مثلاً: ایک مرتبہ حضرت

---

❶ سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب فی مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب، رقم الحدیث: ۳۶۸۲

❷ سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب فی مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب، رقم الحدیث: ۳۶۸۷

عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کی خدمت میں ہر طرح کے لوگ آتے جاتے ہیں اور اس وقت آپ کی خدمت میں آپ کی ازواج بھی ہوتی ہیں، بہتر یہ ہے کہ آپ ان کو پردہ کرنے کا حکم دیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس طرح عرض کرنے پر پردے کے احکامات نازل ہوئے۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ اگر مقام ابراہیم کو مصلی بنایا جائے، تو اللہ رب العزت نے قیامت تک کے لیے مقام ابراہیم کو مصلی بنانے کا حکم دے دیا۔ اسی طرح بدر کے قیدیوں کے بارے میں جو آپ نے رائے دی اللہ نے اُسے پسند فرما کر اسی کے مطابق قرآنی آیات نازل فرمائیں۔ ❶

اس طرح کے ۲۰ سے زائد مقامات ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوئے، اگر کسی نے تفصیلاً دیکھنا ہو تو علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے "**تاریخ الخلفاء**" میں عنوان قائم ہے "**فی موافقات عمر رضی اللہ عنہ**" اس کے تحت تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ بنے، اور دس سال حکمرانی کی، ان کے دور میں ۲۲ لاکھ مربع میل پر اسلام پھیلا، روم و عراق اور مصر و شام فتح ہوئے اور عرب و عجم میں اسلام کا پرچم لہرایا، آپ کا دورِ خلافت اسلام کا ایک سنہرا دور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ رب العزت سے دعا فرمائی تھی:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی شَھَادَۃً فِی سَبِیلِکَ، وَاجْعَلْ مَوْتِی فِی بَلَدِ رَسُولِکَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

---

❶ **صحیح البخاری: کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی القبلۃ، رقم الحدیث: ۴۰۲/ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۲۳۹۹**

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما، اور اپنے رسول کے شہر میں موت عطا فرما۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے آپ کی دعا قبول فرمائی، اور فجر کی نماز کے دوران ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے آپ پر حملہ کیا، آپ شدید زخمی ہوئے اور انہی زخموں میں یکم محرم ۲۴ھ کو آپ کی شہادت ہوئی، اور ریاض الجنۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آپ کی تدفین ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اللہ کے راستے میں آدھے گھر کا سازوسامان خرچ کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ وخیرات کی ترغیب دے رہے تھے، ان صحابہ کرام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جن کا سینہ کھل گیا اور چہرہ چمک اٹھا، اس لیے کہ ان کے پاس (صدقہ کرنے کے لئے) مال موجود تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ (اپنے دل میں) کہنے لگے! آج میں حضرت ابوبکر پر سبقت لے جاؤں گا، چنانچہ وہ تیزی سے گھر کی طرف گئے اور واپس آئے تو ہاتھ میں مال سے بھری ایک بڑی تھیلی تھی، آپ نے وہ تھیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بڑی تھیلی کی طرف دیکھا، پھر پوچھا: اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے لئے اسی قدر مال چھوڑ کر آیا ہوں، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گئے، تھوڑی دیر نہ گزری ہوگی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں ایک بہت بڑا تھیلا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لائے ہوئے تھیلے سے بڑا تھا، اٹھائے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر رکھ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور پوچھا تم اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟

أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: لَا أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا. ❶

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (متواضعانہ انداز میں) جواب دیا کہ ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت) چھوڑ کر آیا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوبکر! میں کسی کام میں تجھ پر کبھی بھی سبقت نہیں لے جاسکتا۔

---

❶ سنن أبی داود: کتاب الزکاۃ، باب فی الرخصة فی ذلک، رقم الحدیث: ۱۶۷۸

پیارے بچو! اللہ تعالی کی راہ میں خوب بڑھ چڑھ کر خرچ کرنا چاہیے، جتنا آسانی اور سہولت سے ہو تو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے، ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا چاہیے، اگر میرا بھائی دس نوافل پڑھتا ہے تو میں اس سے زیادہ پڑھوں گا، اگر وہ نفلی روزے زیادہ رکھتا ہے تو میں اس سے زیادہ روزے رکھوں گا، غرض تمام عبادات میں مقابلے سے کام لے تو بندہ بہت سارے نیک کام کرجاتا ہے، بس اخلاصِ نیت شرط ہے، دکھاوا مقصود نہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنت میں محل

پُر وقار اور باعظمت انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک سے تسبیح وتقدیس کے کلمات نمایاں ہو رہے تھے، آپ کے اردگرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت حلقہ بنائے بیٹھی تھی کہ یکا یک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب مبارک ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا. فَبَكَى عُمَرُ، وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ. ❶

ترجمہ: خواب میں، میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، میں نے دیکھا کہ ایک عورت وہاں کے ایک محل کے پاس وضو کر رہی ہے، میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کے لئے ہے؟ بتایا گیا کہ عمر کے لئے ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے عمر کی غیرت یاد آئی، تو میں وہاں سے پیٹھ پھیر کر چلا گیا، (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! کیا میں آپ کے مقابلہ میں غیرت کروں گا؟

---

❶ صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب، رقم الحدیث: ۳۶۸۰

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور خدمتِ خلق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کے وقت رعایا کی خبر گیری کے لئے نکلے، آپ نے دیکھا کہ ایک عورت اپنی کمر پر پانی کی مشک اٹھائے ہوئے ہے اور ننگے پاؤں چلی جارہی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے احوال دریافت کئے، تو اس نے بتایا کہ وہ ایک عیال دار عورت ہے اور اس کے پاس کوئی خادمہ نہیں ہے، اس لئے وہ اپنے بچوں کے لیے پانی لانے کے لئے رات کے وقت خود ہی نکلی ہے، اور دن کے وقت پردے کی وجہ سے اُسے نکلنا پسند نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس کے حالات سنے تو بڑے رنجیدہ ہوئے اور خود اس کی مشک اٹھا کر اس کے گھر تک گئے، پھر فرمایا کہ تم صبح کے وقت عمر کے پاس آنا، وہ تمہارے لئے کسی خادمہ کا انتظام کردیں گے، وہ کہنے لگی کہ میں ان تک نہیں پہنچ سکتی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں ان شاء اللہ وہ مل جائیں گے، چنانچہ جب وہ عورت صبح کے وقت ان کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو وہی ہیں، اس عورت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا، خوف وگھبراہٹ کی وجہ سے بھاگ گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے خادمہ اور نفقہ کا حکم دیا اور اس کے چلے جانے کے بعد اس کو بھیج دیا۔ (1)

پیارے بچو! اسلام کی تعلیمات کتنی پیاری ہیں کہ خلیفہ وقت راتوں کو اٹھ کر لوگوں کے احوال معلوم کرتا ہے اور ان کی پریشانیوں کو حل کرتا ہے، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم غریبوں کی مدد کریں، اپنے قرب وجوار میں غریبوں کو تلاش کریں، کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو شرم وحیا کی وجہ سے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا پسند نہیں کرتے، ہمیں ایسے لوگوں کو تلاش کرکے ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے، جو جتنا بڑا ہے اس کی ذمہ داری بھی اتنی زیادہ ہوتی

---

(1) لن ترى مثل عمر: ج۲ ص۲٦۰، وأخبار عمر: ص۳٤۰

ہے۔ اگر آپ کے پڑوس میں کوئی آپ سے سودا سلف منگوائے تو ان کی خدمت کرنی چاہیے، اس سے آپ کو دعائیں ملیں گی، اور آنے والے وقت میں اللہ تعالی آپ کو معاشرے میں معزز فرد بنائیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رعایا کی خبر گیری

سحری کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلی کوچوں میں گھوم رہے تھے اور لوگوں کے حالات معلوم کر رہے تھے کہ اچانک آپ کے کان میں ایک پریشان حال عورت کی آواز پڑی، جو اپنے جذبات کا ان دو شعروں میں اظہار کر رہی تھی:

تَطَاوَلَ هٰذَا اللَّيْلُ وَاخْضَلَّ جَانِبُهُ وَأَرَّقَنِي إِذْ لَا خَلِيلَ أُلَاعِبُهُ

فَلَوْلَا حَذَارِ اللّٰهِ لَا شَيْءَ مِثْلُهُ لَزُعْزِعَ مِنْ هٰذَا السَّرِيرِ جَوَانِبُهُ

ترجمہ: رات طویل ہوگئی اور اس کے اطراف میں تاریکی پھیل گئی، اگر خدا کا خوف نہ ہوتا جس کے مثل کوئی نہیں، تو اس چارپائی کی جوانب ہلائی جاتیں۔

ان دو شعروں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بڑا اثر کیا، اس عورت سے اجازت لی، پھر اس سے پوچھا تو کیوں پریشان ہے؟ اس نے غمگین ہو کر کہا کہ آپ نے میرے خاوند کو اتنے مہینوں سے گھر سے دور رکھا ہے، حالانکہ مجھے اس کا اشتیاق ہو رہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنجیدگی سے پوچھا کہ کیا تمہارا ارادہ کسی برائی کا ہے؟ اس عورت نے کہا معاذ اللہ! ہرگز نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حوصلہ رکھو، تمہارے شوہر تک پیغام پہنچ جائے گا، بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک اہم بات پوچھنا چاہتا ہوں، تم اس کی وضاحت کر دو، پھر دھیمی آواز میں پوچھا کہ عورت کتنے عرصہ تک اپنے خاوند سے صبر کر سکتی ہے؟ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سر شرم کے مارے نیچے کر لیا، تو حضرت عمر رضی

اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ بیٹی! بے شک اللہ تعالی حق بات کہنے سے شرم نہیں فرماتے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حیا وشرم کی وجہ سے زبان سے تو جواب نہیں دیا، البتہ ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ تین ماہ تک یا زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر یہ فرمان جاری کر دیا کہ کوئی لشکر چار ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے۔ ❶

پیارے بچو! سبحان اللہ! یہ ہیں امیر المؤمنین کہ گلیوں میں گشت کر کے ان کے مسائل معلوم کرتے ہیں اور انہیں حل کرتے ہیں۔ کل کو آپ نے بھی بڑا ہونا ہے، ملک کی اعلی اور بڑی نشستوں تک پہنچنا ہے، آیئے عزم کیجئے کہ ہمارا منشور خدمتِ خلق ہوگا، لوگوں کی بھلائی ہوگی اور ہم خلفائے راشدین کی اتباع کریں گے، ہر ایک کے مسائل سن کر اُسے حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جب تک انسان دوسرے کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالی بھی اس کی مدد کرتے ہیں۔ اور ایسے پریشان حال لوگوں کی مدد سے دل کو سکون ملتا ہے، اور ان کی دعائیں انسان کو بلندیوں پر پہنچا دیتی ہیں۔

اے عمر! شیطان تجھ سے خوف کھاتا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تھے، جب فاتح ومنصور ہوکر واپس لوٹے تو ایک سیاہ فام بچی حاضرِ خدمت ہوئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے یہ منت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی نے آپ کو صحیح سلامت واپس لوٹایا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور اشعار پڑھوں گی (یہ اشعار شجاعت وبہادری اور جنگ سے متعلق تھے، اور پڑھنے والی بچی تھی، نہایت پاکیزہ ماحول تھا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود موجود تھے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو نے نذر مانی تھی تو بجا لو ورنہ نہیں، اس بچی

---

❶ مصنف عبد الرزاق: كتاب الطلاق، باب حق المرأة على زوجها...... إلخ، ج۷ ص ۱۵۱، رقم: ۱۲۵۹۳ / سنن سعيد بن منصور: ج۲ ص ۲۱۰، رقم: ۲۴۶۳

نے دف پکڑی اور بجانے لگی، اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بجاتی رہی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو وہ برابر بجاتی رہی، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بجاتی رہی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس بچی نے اپنی وہ دف زمین پر پھینکی اور خوف وڈر کی وجہ سے اس پر بیٹھ گئی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ، إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدُّفَّ. [1]

ترجمہ: عمر! تم سے شیطان بھی خوف زدہ رہتا ہے، یہ بچی میری موجودگی میں دف بجا رہی تھی، پھر ابوبکر آئے تو اس وقت بھی دف بجاتی رہی، پھر علی آئے تو اس وقت بھی دف بجاتی رہی۔ پھر عثمان آئے تو اس وقت بھی دف بجاتی رہی، مگر اے عمر! جب تم آئے تو اس بچی نے دف کو اٹھا کر چھپا دیا۔

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان تھی کہ شیطان انہیں دیکھ کر بھاگ جاتا تھا، یہ مقام انہیں اللہ رب العزت کی بے مثال اطاعت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نچھاور کرنے کی وجہ سے ملا تھا، یہ ان کی ایک جزوی فضیلت تھی۔ ہمیں بھی تعلیماتِ اسلام کو اپنانا چاہیے، شیطان سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔

مرغوبہ چیزوں کی طرف توجہ نہ کرنا

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو شہد ملا پانی پیش کیا گیا، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں قیامت کے دن (ان لذیذ چیزوں) کا حساب نہیں دے سکتا، عموماً جب آپ کے سامنے عمدہ کھانے اور مرغوبات پیش کیے جاتے، تو اس موقع پر آپ فرماتے

---

[1] سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب، رقم الحديث: ٣٦٩٠

تھے کہ یہ پاکیزہ ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اللہ جل شانہ نے لوگوں کی خواہشاتِ نفس پر برائی کی ہے، ارشادِ ربانی ہے "اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا" (الاحقاف:۲۰) "تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کا خوب فائدہ لے چکے" اس لئے مجھے خوف ہے کہ کہیں ہمیں ہماری نیکیوں کا صلہ دنیا میں ہی نہ دے دیا جائے، پس آپ نے اسے نہیں پیا۔ ❶

پیارے بچو! ہمیں ہر پسندیدہ چیز کھانے سے بچنا چاہیے، اگر ہر خواہش پوری کرنے کے پیچھے پڑ گئے تو یہ نادانی اور فضول خرچی ہے، انسان جب ہر خواہش پوری کرنے کے درپے ہو جائے تو اس کا نفس پھر اس سے گناہ کے کام کرواتا ہے، اس لیے قناعت اور صبر کی زندگی اختیار کرنی چاہیے، جو کچھ گھر میں بنا ہو بخوشی اُسے کھا لینا چاہیے، ضد نہیں کرنی چاہیے کہ میں نے یہ نہیں وہ کھانا ہے، جو بھی ملے کھا کر اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ مرغن غذاؤں کے پیچھے نہ پڑیں، اس سے روپوں کا بھی نقصان ہے اور صحت کا بھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر ہمیں اپنی دعاوں میں یاد رکھنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمادی اور فرمایا:

لَا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ ، فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا. ❷

ترجمہ: اے میرے چھوٹے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا، حضرت عمر فرماتے

---

❶الطبقات الكبرى: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۲۴۳ / تاريخ مدينة دمشق: ج۴۴ ص ۲۹۸

❷سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب الدعاء، ج۲ ص ۸۰، رقم الحديث: ۱۴۹۸ / مسند أحمد: ج ۱ ص ۳۲۵، رقم الحديث: ۱۹۵

ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو مجھے اپنا بھائی فرمایا، یہ ایسا کلمہ ہے کہ اگر اس کے بدلے مجھے ساری دنیا بھی مل جائے تو مجھے ہرگز خوشی نہ ہو۔

پیارے بچو! دیکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو معصوم ہیں، جن کا مقام و مرتبہ اللہ رب العزت کے بعد سب سے بلند و بالا ہے، لیکن وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دعاؤں کی درخواست کر رہے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں بھی بزرگوں سے، والدین سے، بڑوں سے، نیک لوگوں سے اور اپنے ساتھیوں سے بھی دعا کی درخواست کرنی چاہیے، کیا معلوم قبولیت کی گھڑی ہو اور ہمارا کام ہو جائے۔ دنیا میں انسان صرف اپنی قابلیت سے آگے نہیں بڑھتا، جب تک کہ اس کے ساتھ دعائیں نہ ہوں۔ اگر مال و دولت، ڈگریاں اور سب کچھ ہوتے ہوئے آپ کامیاب نہ ہوں، نیک نامی اور بلندی نہ ملے، تو شاید آپ نے دنیا میں کسی سے دعائیں نہیں لی ہوں گی، ورنہ بسا اوقات انسان انگوٹھا چھاپ ہوتا ہے اور اللہ رب العزت اتنا دے دیتا ہے کہ اس کا حساب و کتاب ہی نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قحط زدہ لوگوں کی خدمت کرنا

حضرت اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں) سخت قحط پڑا جسے عام الرمادہ کہا جاتا ہے (رمادہ کے معنی ہلاکت ہیں یا راکھ۔ یعنی ہلاکت کا سال، یا وہ سال جس میں لوگوں کے رنگ قحط کی وجہ سے راکھ جیسے ہو گئے تھے) تو ہر طرف سے عرب کھنچ کر مدینہ منورہ آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو ان کے انتظام، اور ان میں کھانا اور سالن تقسیم کرنے کے لیے مقرر کیا۔ ان لوگوں میں حضرت یزید بن اُختِ نَمِر، حضرت مسور بن مخرمہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عبد قاری اور حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے۔ شام کو یہ حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوتے اور دن بھر کی ساری کارگزاری سناتے۔ ان میں سے ہر ایک آدمی مدینہ کے ایک کنارے پر

مقرر تھا اور یہ دیہاتی لوگ ثَنِیَّۃُ الوَداع کے شروع سے لے کر رائج قلعہ، بنوحارثہ، بنو عبدالاشہل، بقیع اور بنوقریظہ تک ٹھہرے ہوئے تھے،اوران میں سے کچھ بنوسلمہ کے علاقہ میں بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ بہرحال یہ لوگ مدینہ منورہ کے باہر چاروں طرف ٹھہرے ہوئے تھے۔

ایک رات جب یہ دیہاتی لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں کھانا کھا چکے تو میں نے حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے ہاں جو رات کا کھانا کھاتے ہیں ان کی گنتی کرو۔ چنانچہ اگلی رات گنتی کی تو ان کی تعداد سات ہزار تھی۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا: وہ گھرانے جو یہاں نہیں آتے ہیں ان کی اور بیماروں اور بچوں کی بھی گنتی کرو۔ان کو گنا تو ان کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ پھر چند راتیں اور گزریں تو لوگ اور زیادہ ہوگئے،تو حضرت عمر کے فرمانے پر دوبارہ گنا تو جن لوگوں نے حضرت عمر کے ہاں رات کا کھانا کھایا تھا وہ دس ہزار تھے اور دوسرے لوگ پچاس ہزار تھے۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارش بھیج دی اور قحط دور فرمادیا۔ جب خوب بارش ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت عمر نے ان انتظامی لوگوں میں سے ہر ایک کی قوم کے ذمّہ یہ کام لگایا کہ ان آنے والے لوگوں میں سے جو ان کے علاقے میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو ان کے دیہات کی طرف واپس بھیج دیں،اور انھیں زادِراہ اور دیہات تک جانے کے لیے سواریاں بھی دیں،اور میں نے دیکھا کہ خود حضرت عمر بھی انھیں بھیجنے میں لگے ہوئے تھے۔ان قحط زدہ لوگوں میں بھی موتیں بہت ہوئی تھیں۔ میرے خیال میں ان میں سے دو تہائی لوگ مرگئے ہوں گے اور ایک تہائی بچے ہوں گے۔ حضرت عمر کی بہت ساری دیگیں تھیں۔ پکانے والے لوگ صبح تہجد میں اٹھ کر ان دیگوں میں کرکور (ایک قسم کا دلیا) پکاتے، پھر صبح یہ دلیا بیماروں کو کھلا دیتے۔ پھر آٹے میں گھی ملا کر ایک قسم کا کھانا پکاتے۔حضرت عمر کے کہنے پر بڑی بڑی

دیگوں میں تیل ڈال کر آگ پر اتنا جوش دیا جاتا کہ تیل کی گرمی اور تیزی چلی جاتی۔ پھر روٹی کا ثرید بنا کر اس میں یہ تیل بطور سالن کے ڈال دیا جاتا (چوں کہ عرب تیل استعمال کرنے کے عادی نہیں تھے) اس لیے تیل استعمال کرنے سے ان کو بخار ہو جاتا تھا۔ قحط سالی کے اس تمام عرصے میں حضرت عمر نے نہ اپنے کسی بیٹے کے ہاں کھانا کھایا اور نہ اپنی کسی بیوی کے ہاں، بلکہ ان قحط زدہ لوگوں کے ساتھ ہی رات کا کھانا کھاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (بارش بھیج کر) انسانوں کو زندگی عطا فرمائی۔ ❶

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ قحط سالی کے ایام میں خلقِ خدا کی کتنی خدمت کر رہے ہیں، دس دس ہزار انسان ایک وقت میں آپ کے دسترخوان پر کھانا کھا رہے ہیں، آپ کی تواضع اور عاجزی کس قدر ہے کہ آپ اِن قحط زدہ لوگوں کے ساتھ مل کر ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے، ان ایام میں کبھی آپ نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ کھانا نہیں کھایا۔ ہمیں بھی چاہئے کہ غریب، تنگ دست لوگوں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر کھلائیں، اُن سے نفرت نہ کریں، یہ اللہ رب العزت کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے کہ اللہ نے آپ کو کھلانے والا بنایا، نہ کہ کھانے والا۔ اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے ہمیں توفیق دی ہے کہ ہم لوگوں کو کھلا رہے ہیں، اگر خدانخواستہ وہ ہماری جگہ ہوتے اور ہم اُن کی جگہ ہوتے تو کیا ہوتا۔ اپنی عادت بنائیں کہ اپنی جیب خرچی میں سے مستحقین اور ضرورت مندوں پر خرچ کریں، اللہ رب العزت آپ کو دنیا میں کئی گنا زیادہ دیں گے، نیک نامی، عزت وشہرت ملے گی اور آخرت کا بیش بہا اور ہمیشہ کا بدلہ تو اس کے علاوہ ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور صحابہ کرام کا جذبہ ایثار و ہمدردی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کہیں سے مال آیا، تو آپ نے چار سو دینار لے کر

❶ الطبقات الکبری: عمر بن الخطاب، ذکر استخلاف عمر، ج۳ص ۲۴۱

ایک تھیلی میں ڈالے اور اپنے غلام سے کہا یہ تھیلی ابوعبیدہ بن جراح کو دے آؤ، پھر کچھ دیر گھر میں رہ کر دیکھنا کہ وہ ان اشرفیوں کا کیا کرتے ہیں؟ غلام وہ تھیلی لے کر ان کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ امیر المؤمنین آپ سے فرمارہے ہیں کہ ان اشرفیوں کو اپنی ضروریات میں صرف کرلو، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالی ان پر اپنا فضل فرمائے اور ان پر اپنی رحمت فرمائے، پھر خادمہ کو آواز دی، وہ آئی تو اس کو فرمایا یہ پانچ اشرفیاں فلاں کو دے دو، اور یہ پانچ فلاں کو دے دو، حتی کہ انہوں نے اس طرح ان تمام اشرفیوں کو تقسیم کردیا، غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور ان کو سارا واقعہ بتایا۔ غلام نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی ایک تھیلی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لئے بھی تیار کی ہوئی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تھیلی معاذ بن جبل کو دے آؤ، اور گھر میں تھوڑی دیر ٹھہر کر دیکھنا کہ وہ ان اشرفیوں کا کیا کرتے ہیں، چنانچہ غلام وہ تھیلی لے کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ امیر المؤمنین آپ سے فرما رہے ہیں کہ یہ اشرفیاں ہیں، ان کو اپنی ضروریات میں صرف کرلو، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ان پر رحم وفضل فرمائے، پھر خادمہ کو بلایا اور فرمایا کہ اتنے دینار فلاں کے گھر دے آؤ اور اتنے دینار فلاں کے گھر دے آؤ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پتہ چلا تو کہنے لگی:

وَنَحْنُ وَاللهِ مَسَاكِينُ، فَأَعْطِنَا، فَلَمْ يَبْقَ فِي الْخِرْقَةِ إِلَّا دِينَارَانِ، فَدَحَا بِهِمَا، فَرَجَعَ الْغُلَامُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ؛ فَسُرَّ بِذَلِكَ عُمَرُ، وَقَالَ: إِنَّهُمْ إِخْوَةٌ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! ہم بھی محتاج ہیں، ہمیں بھی دو، تھیلی میں صرف دو دینار رہ گئے تھے،

---

❶ الزهد لابن المبارك: باب هوان الدنيا على الله عز وجل، ج ١ ص ١٧٨، رقم: ٥١١/ حياة الصحابة: ج ٢ ص ٢٩٩

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وہ دو دینار ان کو دے دیئے، غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور آپ کو سارا واقعہ سنایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ یہ سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

پیارے بچو! یہ تھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی اور دوسروں سے تعاون کا جذبہ، کتنے ہی واقعات اس قسم کے ملتے ہیں کہ اپنی ضرورت کو پس پشت ڈال کر دوسروں کی ضرورت کا خیال رکھا، صحابہ کرام کی ایثار و ہمدردی اور دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کے متعدد واقعات کتب رجال و تاریخ میں موجود ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ دوسروں کی ضرورتوں کو اپنی خواہشات پر مقدم کریں۔ خود ضرورت مند ہو کر بھی دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا یہ ''ایثار'' ہے، جو اللہ رب العزت کو بہت پسند ہے۔ ایک جنگ کے موقع پر زخموں اور پیاس کی شدت کے باوجود پانی کو دوسروں پر پیش کیا اور خود نہ پیا، تو شاعر نے کہا:

پیاسے نے خشک ہونٹ نہ رکھے فرات پر
تاریخ میں پانی پہ یہ پہلی شکست ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حسنین کے لیے یمن سے جوڑے منگوانا

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے جوڑے آئے جو انھوں نے لوگوں کو پہنا دیے۔ شام کو لوگ وہ جوڑے پہن کر آئے، اس وقت حضرت عمر قبر اطہر اور منبر شریف کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ ان کے پاس آ کر ان کو سلام کرتے اور ان کو دعائیں دیتے۔ اتنے میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور ان کے جسم پر ان جوڑوں میں سے کوئی جوڑا نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر آپ غمگین اور پریشان ہو گئے اور آپ کی پیشانی پر بَل پڑ گئے اور فرمایا: اللہ کی

قسم! تم لوگوں کو جوڑے پہنا کر مجھے خوشی نہیں ہوئی۔ (کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو تو پہنا نہیں سکا) لوگوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اپنی رعایا کو جوڑے پہنا کر اچھا کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس وجہ سے پریشان ہوں کہ یہ دولڑکے لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آرہے تھے اور ان کے جسم پر ان جوڑوں میں سے کوئی جوڑا نہیں ہے۔ (اصل وجہ یہ تھی کہ یہ جوڑے ان دونوں سے بڑے تھے اور یہ دونوں چھوٹے تھے، اس وجہ سے ان کو جوڑے نہیں دیئے گئے)

ثم كتب إلى صاحب اليمن أن ابعث إليّ بحلتين لحسن وحسين وعجل، فبعث إليه بحلتين فكساهما. ❶

ترجمہ: پھر آپ نے یمن کے گورنر کو خط لکھا کہ حضرت حسن اور حضرت حسین کے لیے جلدی سے دو جوڑے بھیجو۔ چنانچہ انھوں نے دو جوڑے بھیجے تو آپ نے ان دونوں کو پہنا دیے۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد سے کیسی محبت تھی کہ جب حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے جسم پر نئے جوڑے نہیں دیکھے، تو یمن کے گورنر کو خصوصی خط لکھ کر ان کے لیے جوڑے منگوائے، اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اہلِ بیت سے بڑی محبت تھی اور آپ ان کی جملہ حاجات اور ضرورتوں کو بیت المال سے پورا کرتے تھے، آپ نے کبھی اپنی اولاد کے لیے اس طرح خصوصی جوڑے کسی گورنر سے نہیں منگوائے، لیکن جب بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کی آئی تو آپ نے اپنے شہر کے بنے ہوئے کپڑے انہیں نہیں پہنائے بلکہ ان کے لیے خصوصی آرڈر پر یمن سے اُن کے ناپ کے مطابق نہایت خوبصورت جوڑے منگوائے،

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: الحسين بن علي، ج۱۴ ص۱۷۷

جب یہ جوڑے پہنچے اور حضراتِ حسنین نے پہنے اور آپ کی نظر پڑی تو بہت خوش ہوئے، یہ تھی اہلِ بیت سے آپ کی محبت، اس طرح کے متعدد واقعات کتبِ رجال وتاریخ میں موجود ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی اہلیہ سے خوشبو نہ تلوانا

حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بحرین سے مشک اور عنبر آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی عورت مل جائے جو تولنا اچھی طرح جانتی ہو اور وہ مجھے یہ خوشبو تول دے تاکہ میں اِسے مسلمانوں میں تقسیم کرسکوں، ان کی اہلیہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل نے کہا میں تولنے میں بڑی ماہر ہوں لائیے میں تول دیتی ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں تم سے نہیں تلوانا، انھوں نے کہا کیوں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي أَخْشَى أَنْ تَأْخُذِيهِ فَتَجْعَلِينَهُ هَكَذَا أَدْخَلَ أَصَابِعَهُ فِي صُدْغَيْهِ وَتَمْسَحِينَ بِهِ عُنُقَكِ فَأُصِيبُ فَضْلًا عَلَى الْمُسْلِمِينَ. ❶

ترجمہ: مجھے ڈر ہے کہ تو اُسے اپنے ہاتھوں سے ترازو میں رکھے گی (یوں کچھ نہ کچھ خوشبو تیرے ہاتھ کو لگ جائے گی اور کنپٹی اور گردن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) اور یوں تو اپنی کنپٹی اور گردن پر اپنے ہاتھ پھیرے گی اس طرح تجھے مسلمانوں سے کچھ زیادہ خوشبو مل جائے گی۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ سے صرف اس وجہ سے خوشبو نہیں تلوا رہے کہ کہیں غیر اختیاری طور پر جسم کے کسی حصے پر کھجلی ہو جائے اور اسے معلوم نہ ہو اور

❶ الزهد لأحمد بن حنبل: زهد عمر بن الخطاب، ج ١ ص ٩٨، رقم: ٦٢٣

ہاتھوں پر لگے ذرات اس حصے پر لگ جائیں، تو کہیں یہ بدانصافی میں نہ آجائے، اس قدر احتیاط تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دور رس نگاہیں کہاں تک پہنچیں جہاں ہمارا وہم اور گمان بھی نہیں ہوتا۔ آپ عموماً اپنے اہل وعیال کو ان چیزوں سے دور رکھتے تھے، اس لئے خلافت کے مشورے میں جن چھ حضرات کا نام لیا اُس میں اپنے بیٹے کا نام نہیں لیا، آپ نے ہمیشہ اپنے دامن کو پاک رکھا، الزام اور تہمت کی جگہوں سے اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو کوسوں دور رکھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بوڑھی عورت کی گفتگو تحمل سے سنا

ایک عورت اپنے ہاتھ میں لاٹھی لیے راستہ ڈھونڈ رہی تھی، وہ زمانہ کی مصیبتوں کی ماری ہوئی تھی، اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جو لوگوں کے درمیان کھڑے تھے، بلایا اور ایک طرف لے گئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے قریب ہوئے، اور اس کی بات سننے کے لیے متوجہ ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کافی دیر تک اس کی نحیف آواز کی طرف کان لگائے رکھے اور اس وقت تک اعراض نہیں کیا جب تک کہ اس کی ضرورت کو پورا نہیں کر دیا، اس کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی طرف واپس آئے جو کافی دیر سے کھڑے ان کا انتظار کر رہے تھے، تو کسی شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اس بڑھیا کی خاطر قریش کے آدمیوں کو روکے رکھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا:

وَيْلَكَ وَهَلْ تَدْرِى مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: هَذِهِ امْرَأَةٌ سَمِعَ اللَّهُ شَكْوَاهَا مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ، هَذِهِ خَوْلَةُ بِنْتُ ثَعْلَبَةَ، وَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَنْصَرِفْ عَنِّى إِلَى اللَّيْلِ مَا انْصَرَفْتُ عَنْهَا حَتَّى تَقْضِىَ حَاجَتَهَا. (1)

---

(1) الرد على الجهمية للدارمي: ج ۱ ص ۵۳، رقم: ۷۹/ الإصابة في تمييز الصحابة: ج۸ ص ۱۱۵

ترجمہ: تیرا ناس ہو! جانتے بھی ہو کہ یہ بڑھیا کون تھی؟ اس شخص نے کہا میں نہیں جانتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ وہ خاتون ہیں جن کا شکوہ اللہ تعالی نے ساتوں آسمان کے اوپر سنا، یہ خولہ بنت ثعلبہ (رضی اللہ عنہا) ہیں، خدا کی قسم! اگر وہ رات تک میرے پاس سے واپس نہ جاتیں تو میں بھی ان کی ضرورت پوری کرنے تک واپس نہ لوٹتا۔

پیارے بچو! ہمیں بھی اپنے بڑوں کا احترام کرنا چاہیے، اپنے والدین، دادا، دادی، نانا، نانی اور جتنے بھی بزرگ ہوں ان سے اچھا سلوک کرنا چاہیے، ان کی خدمت کرنی چاہیے، اگر انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ چیز انہیں فراہم کرنا چاہیے، اگر کوئی بڑا بزرگ ہم سے کوئی بات کرے تو اکتانا نہیں چاہیے، بلکہ غور سے ان کی بات سننا چاہیے، کیونکہ بزرگ اور بڑے ہمیں کام کی باتیں بتاتے ہیں اور ان کی گفتگو بڑے تجربے کی ہوتی ہے، اس لیے فارغ اوقات میں بزرگوں اور بڑوں کے پاس باقاعدگی کے ساتھ جانا چاہیے، اس سے وہ خوش ہوں گے، اور دعائیں دیں گے اور آپ تو جانتے ہیں کہ بڑوں کی دعائیں رنگ لاتی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹے کو اونٹوں کی زائد رقم بیت المال میں جمع کروانے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے کچھ اونٹ خریدے اور ان کو بیت المال کی چراگاہ میں چھوڑ دیا، جب وہ خوب موٹے ہو گئے تو میں انھیں بیچنے کے لیے بازار لے آیا، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بازار تشریف لے آئے، اور نھیں موٹے موٹے اونٹ نظر آئے، تو انھوں نے پوچھا یہ اونٹ کس کے ہیں؟ لوگوں نے انھیں بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر کے ہیں، تو فرمانے لگے اے عبداللہ بن عمر! واہ واہ امیر المؤمنین کے بیٹے کے کیا کہنے! میں دوڑتا ہوا آیا اور میں نے عرض کیا امیر المؤمنین! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اونٹ کہاں سے لائے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ اونٹ

خریدے تھے، پھر بیت المال کی چراگاہ میں چرنے کے لیے رکھے تھے (اب میں ان کو بازار لے آیا ہوں) تاکہ میں دوسرے مسلمانوں کی طرح انھیں بیچ کر نفع حاصل کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَقَالَ ارْعَوْا إِبِلَ ابنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، اسْقُوا إِبِلَ ابْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ اغْدُ عَلَى رَأْسِ مَالِكَ وَاجْعَلْ بَاقِيَهُ فِي بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ. ❶

ترجمہ: ہاں بیت المال کی چراگاہ میں لوگ ایک دوسرے کو کہتے ہوں گے، امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو چراؤ، اور امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو پانی پلاؤ (میرے بیٹے ہونے کی وجہ سے تمہارے اونٹوں کی زیادہ رعایت کی ہوگی اس لیے) اے عبداللہ! ان اونٹوں کو بیچو اور تم نے جتنی رقم میں خریدے تھے وہ تو لے لو، اور باقی زائد رقم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرادو۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف اور آخرت کا خوف اور جواب دہی کا احساس کہ اپنے بیٹے سے کہا: جتنی رقم میں تم نے اونٹ خریدے تھے تو وہ لے لو اور باقی رقم بیت المال میں جمع کرادو، محض اس وجہ سے کہ شاید تمہارے اونٹوں کی بیت المال کی چراگاہ میں زیادہ خیال رکھا گیا ہوگا، حالانکہ بیت المال میں رعایا ہونے کی حیثیت سے ان کا بھی حق تھا، اور اتنا عرصہ انہوں نے اپنی ملکیت میں رکھا، اور اُن کی دیکھ بھال کی، لیکن عدل وانصاف اور رعایا کے حقوق کی پاسداری اور اپنے دامن کو پاک رکھنے کے لئے تمام زائد رقم بیت المال میں جمع کردی۔ کیا اس کی کوئی مثال تاریخ میں ملے گی؟ آج تو اپنی اولاد اور اپنے عزیز واقارب اور اپنی سیاسی جماعت والوں کو نوازا جاتا ہے، اور غریبوں اور مستحقین کے حصوں کو آپس میں تقسیم کردیا جاتا ہے، لیکن یہاں رعایا کے مال کو تقسیم کرنا تو

❶ السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب إحياء الموات، باب ما جاء في الحمى: ج٦ ص ۲۳۴ رقم الحديث: ۱۱۸۱۱

دور کی بات، اپنے بیٹے کے جائز نفع کو بیت المال میں جمع کر کے آنے والوں کے لئے عدل وانصاف اوراخلاص وللّٰہیت کی ایک تاریخ رقم کر گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لباس میں بارہ پیوند

حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں لوگوں میں بیان کر رہے تھے اور انھوں نے ایک لنگی باندھ رکھی تھی جس میں بارہ پیوند تھے:

خطب عمر بن الخطاب رضی الله عنه الناس وهو خليفة وعليه إزار فيه إثنا عشر رقعة. ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَقَدْ رَقَعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثٍ لَبَّدَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ. ❷

ترجمہ: میں نے حضرت عمر بن خطاب کو دیکھا اپنے زمانہ خلافت میں کہ انھوں نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان اوپر نیچے تین پیوند لگا رکھے تھے۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لباس میں کتنی سادگی تھی کہ آپ نے پیوند لگے کپڑے پہنے، اور ایک دو پیوند نہیں بلکہ بارہ جگہ پیوند لگے ہیں، پھر بھی آپ نے وہ لباس پہنا، آپ حکمران تھے، چاہتے تو ہر دن نیا لباس پہن سکتے تھے، لیکن آپ نے اپنی زندگی بڑی سادگی سے گزاری، آج کوئی بادشاہ ایسا ہے جس کے لباس میں پیوند لگے ہوں، آج کے حکمرانوں اور ان کے وزراء پر جو ماہانہ اخراجات ہوتے ہیں اگر صرف وہی غریبوں

---

❶ معرفة الصحابة لأبی نعیم: عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۵۳، رقم: ۲۰۷

❷ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۳ ص ۲۴۹

پر تقسیم کردیئے جائیں تو ہمارے ملک میں کوئی بھوکا نہ سوئے، آج ہمارے حکمرانوں اور وزراء کے زیب وزینت، عیاشی اور پروٹوکول پر جو خرچ ہوتا وہ لاکھوں روپوں میں ہے، کاش ہمیں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا کوئی حکمران ملے تو خلفائے راشدین کے دور کی یاد تازہ ہوجائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری کمر پر چڑھ کر اس پرنالے کو اپنی جگہ لگائیں

حضرت عبیداللہ بن عباس فرماتے ہیں جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کا پرنالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے راستہ پر گرتا تھا، ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت عمر نے نئے کپڑے پہنے۔اس دن حضرت عباس کے لئے دو چوزے ذبح کیے گئے تھے، جب حضرت عمر پرنالے کے پاس پہنچے تو اتفاقاً اس پرنالے سے خون بہنے لگا اور آپ کے کپڑوں پر لگ گیا۔حضرت عمر نے فرمایا: اس پرنالے کو اکھیڑ دیا جائے، اور گھر واپس جا کر وہ کپڑے اتار دیئے اور دوسرے پہنے، پھر مسجد میں آ کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔اس کے بعد حضرت عباس حضرت عمر کے پاس آئے اور انھوں نے کہا:

فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَلْمَوْضِعُ الَّذِى وَضَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ لِلْعَبَّاسِ وَأَنَا أَعْزِمُ عَلَيْكَ لَمَّا صَعِدْتَ عَلَى ظَهْرِى حَتَّى تَضَعَهُ فِى الْمَوْضِعِ الَّذِى وَضَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ الْعَبَّاسُ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ. (1)

ترجمہ: اللہ کی قسم! یہی وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پرنالہ لگایا تھا۔حضرت عمر نے حضرت عباس سے کہا: میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ میری کمر پر

(1) مسند أحمد: حديث العباس بن عبد المطلب، ج۳ص ۳۰۹، رقم الحديث: ۱۷۹۰

چڑھ کر یہ پرنالہ وہیں لگا دیں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔ چنانچہ حضرت عباس نے ایسا ہی کیا۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں عاجزی وتواضع اور اطاعت واتباع رسول کس قدر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری کمر پر چڑھ کر یہ پرنالہ اپنی جگہ لگاؤ، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ یہاں اتنی بات بھی کافی تھی کہ آپ کسی اور کو کہہ دیتے کہ پرنالہ اپنی جگہ لگا لو، لیکن نہیں، بلکہ خود جھکے اوران کی پیٹھ پر چڑھ کر پرنالہ اپنی جگہ لگایا گیا، ایسی تواضع وللّٰہیت کی مثال عام لوگوں میں نہیں ملتی، چہ جائیکہ حکمرانوں میں ملے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بوڑھی عورت سے اپنے لئے دعا کروانا

مدینہ منورہ سے دور کسی جگہ پر ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی، وہاں سے چراغ کی دھیمی دھیمی سی روشنی محسوس ہوئی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس جھونپڑی کے قریب گئے، تو دیکھا کہ ایک بڑھیا سیاہ رنگ کے کپڑے پر بیٹھی ہے اور اندھیرا چھا رہا ہے، اس چراغ کے باوجود اندھیرا بدستور قائم ہے اور وہ غمگین حالت میں یہ شعر پڑھ رہی ہے:

عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَاةُ الْأَبْرَارْ   صَلَّى عَلَيْكَ الْمُصْطَفَوْنَ الْأَخْيَارْ

قَدْ كُنْتَ قَوَّامًا بَكِيَّ الْأَسْحَارْ   يَا لَيْتَ شِعْرِي وَالْمَنَايَا أَطْوَارْ

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نیک لوگوں کا درود ہو، نیک برگزیدہ لوگ تجھ پر درود بھیجیں، بے شک تو نگران اور وقتِ سحر رونے والا تھا، کاش! مجھے معلوم ہوتا اور خدائی فیصلے مقرر ہیں، کیا تم مجھے اور میرے حبیب کو اس گھر میں جمع کردو گے۔

بڑھیا کی یہ باتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر اثر انداز ہوئیں اور ان کو گزرا ہوا زمانہ یاد آ گیا، پھر رونے لگے اور اس کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، بڑھیا نے پوچھا کون ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (اس وقت آہ و بکا کا غلبہ تھا) میں عمر بن الخطاب ہوں، کہنے

لگیں: مجھے عمر سے کیا کام، اور اس وقت عمر کیا لینے آیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دروازہ کھولو، اللہ تم پر رحم کرے، تم گھبراؤ نہیں، چنانچہ بڑھیا نے دروازہ کھولا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے، پھر فرمایا کہ ابھی جو الفاظ تم کہہ رہی تھیں وہ دوبارہ دہراؤ، جب بڑھیا وہ الفاظ کہہ کر فارغ ہوئی تو فرمایا:

أَسْأَلُکِ أَنْ تُدْخِلِينِي مَعَكُمَا، قَالَتْ: وَعُمَرُ، فَاغْفِرْ لَهُ يَا غَفَّارُ، فَرَضِيَ عُمَرُ وَرَجَعَ. ❶

ترجمہ: میری درخواست ہے کہ مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کرلو، چنانچہ اس بڑھیا نے کہا "**وعمر فاغفر له يا غفار**" یعنی اے غفار! ہمارے ساتھ عمر کی بھی مغفرت فرما۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے اور واپس چلے گئے۔

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بوڑھی عورت سے اپنے لیے دعا کروا رہے ہیں، ایسی عورت جس کے گھر کا چراغ بھی ٹمٹما رہا ہے، معلوم ہوا کہ مال و دولت، عمارتیں اور مکانات، شرافت اور عزت کی چیزیں نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالی سے مضبوط تعلق ہی عزت کی چیز ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بڑھیا سے دعا کرنے کا کہہ رہے ہیں، اس سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اپنے لیے اپنے بڑوں سے دعائیں کروانی چاہئیں، ان کی خدمت کرنی چاہیے، جس سے وہ خوش ہو کر ہمارے لئے از خود دعائیں کریں گے۔

مسجد نبوی میں آواز بلند کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تنبیہ کرنا

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا، کسی نے مجھے کنکری ماری جس سے میری آنکھ کھل گئی، تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

---

❶ الزهد والرقائق لابن المبارك: باب فضل ذكر الله عز وجل، ص ۳۶۲، رقم: ۱۰۲۴ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۴۴ ص ۳۱۳

انھوں نے فرمایا، جاؤ اور ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، تم دونوں کون ہو؟ انھوں نے کہا، ہم طائف کے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (1)

ترجمہ: اگر تم دونوں اس شہر کے ہوتے تو میں تم کو دردناک سزا دیتا، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں مسجد نبوی اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر احترام ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ مدینہ کے رہائشی ہوتے تو میں تمھیں سزا دیتا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں شور کر رہے ہو، معلوم ہوا کہ جب بھی انسان مسجد آئے تو لہو ولعب اور شور شرابے سے اپنے آپ کو بچائے، اس سے انسان کے نیک اعمال ضائع ہوتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رات کو پہرہ دینا اور بچوں کے لیے وظیفہ مقرر کرنا

مدینہ منورہ میں پڑوس کے چند وفود آئے، ہر طرف ہنگامہ اور شور برپا ہونے لگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آؤ چلو! ہم اس رات چوری وغیرہ سے لوگوں کو بچانے کے لئے پہرہ دیں، چنانچہ یہ دونوں حضرات رات بھر پہرہ دیتے رہے اور جس قدر اللہ نے ان کے لئے لکھا تھا نمازیں پڑھتے رہے۔ اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی بچے کے رونے کی آواز سنی، تو آواز کی طرف متوجہ

---

(1) صحیح البخاری: کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت فی المسجد، ج ۱ ص ۱۰۷، رقم الحدیث: ۴۷۰

ہوئے اور جا کر اس کی ماں سے کہا جو اس کو چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی، خدا کا خوف کرو، اپنے بچے کا خیال کرو، یہ کہہ کر اپنی جگہ واپس تشریف لے آئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد بچہ کے رونے کی آواز آئی، تو دوبارہ اس کی ماں کے پاس گئے اور اسی طرح اس کو سمجھا کر واپس آ گئے، رات کے آخری حصہ میں اس بچے کے رونے کی پھر آواز آئی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بچہ کی ماں کے پاس آئے اور سختی سے کہا کہ تیرا ناس ہو، لگتا ہے کہ تم بری ماں ہو، کیا بات ہے کہ تمہارا یہ بچہ ساری رات بے چین رہا؟ ماں نے پریشانی اور بھوک کے عالم میں جواب دیا کہ اے اللہ کے بندے! تو نے مجھے آج کی رات پریشان کیا، میں اصل میں اس بچہ کو دودھ چھڑانے کی مشق کرا رہی ہوں، مگر یہ انکار کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ ایسا کیوں کر رہی ہو؟ بچہ کی ماں نے کہا کہ اس لئے کہ حضرت عمر اسی بچہ کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں جس کا دودھ چھڑا لیا گیا ہو، (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوف سے کانپنے لگے اور اس سے پوچھا کہ اس بچہ کی کتنی عمر ہے؟ اس کی ماں نے بتایا کہ اتنے مہینے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَيحَكَ لا تُعْجِلِيهُ! فَصَلَّى الْفَجْرَ وَمَا يَسْتَبِينُ النَّاسُ قِرَاءَ تَهُ مِنْ غَلَبَةِ الْبُكَاءِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: يَا بُؤْسًا لِعُمَرَ كَمْ قَتَلَ مِنْ أَوْلادِ الْمُسْلِمِينَ! ثُمَّ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى: أَلا لا تُعْجِلُوا صِبْيَانَكُمْ عَنِ الْفِطَامِ فَإِنَّا نَفْرِضُ لِكُلِّ مَوْلُودٍ فِي الإِسْلامِ، وَكَتَبَ بِذَلِكَ إِلَى الآفَاقِ: إِنَّا نَفْرِضُ لِكُلِّ مَوْلُودٍ فِي الْإِسْلَامِ. ❶

ترجمہ: تیرا ناس ہو تو اس کا دودھ جلدی نہ چھڑا، یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس آ گئے، فجر کی نماز پڑھائی تو لوگ آپ کے رونے کی وجہ سے آپ کی قرأت نہ سمجھ سکے، جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ عمر کے لئے تنگی ہو، مسلمانوں کے کتنے بچے اس نے قتل کر دیئے؟ پھر

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۲۲۹ / تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۳۵۵

ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ جا کر یہ اعلان کردو کہ اپنے بچوں کو دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، ہم ہر اس بچے کے لیے جو حالتِ اسلام میں پیدا ہو وظیفہ مقرر کرتے ہیں، پھر یہ حکم لکھ کر تمام شہروں کی طرف بھیج دیا کہ ہم نے ہر اس بچے کے لیے جو حالتِ اسلام میں پیدا وظیفہ مقرر کردیا ہے۔

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس واقعے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جب کوئی مہمان آئے تو ان کی حفاظت ہمارے ذمے ہوتی ہے، حتی الامکان ان کی راحت، آرام وسکون کا خیال رکھنا چاہیے، اسی طرح غریب لوگوں کے ساتھ تعاون کرتے رہنا چاہیے، اور بچوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

حضرت ابوبکر وعمر کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس کا ادب واحترام

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا اپنے اپنے زمانہ خلافت میں یہ دستور تھا کہ جب یہ حضرات سواری پر سوار ہو کر کہیں جارہے ہوتے اور راستہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوجاتی، تو یہ حضرات ان کے اکرام میں سواری سے نیچے اتر جاتے اور سواری کی لگام پکڑ کر حضرت عباس کے ساتھ پیدل چلتے رہتے اور انھیں ان کے گھر یا ان کی بیٹھک تک پہنچا کر پھر ان سے جدا ہوتے۔

كان أبو بكر وعمر في ولايتهما لا يلقى العباس منهما واحد وهو راكب إلا نزل عن دابته وقادها ومشى مع العباس حتى يبلغه منزله أو مجلسه فيفارقه. [1]

پیارے بچو! دیکھیں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا

[1] تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: العباس بن عبد المطلب، ج۲۶، ص۳۷۴

کی کتنی تعظیم کرتے تھے کہ خود سواری سے اتر کر انہیں بٹھاتے تھے، ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بڑوں کا ادب واحترام کریں، اور اگر کوئی بڑا آجائے تو اٹھ کر اُن کا استقبال کریں اور ان کے لئے جگہ خالی کریں، اس طرح آپ کو بزرگوں اور بڑوں کی دعائیں ملیں گی اور مستقبل میں اللہ رب العزت آپ کو عزت اور کامیابی عطا فرمائے گا۔

دوسروں کو اذیت پہنچانے کا ذریعہ نہ بنو

لوگوں کا ایک ہجوم بیت اللہ میں جمع تھا اور طواف میں مشغول تھا، تکبیر و تہلیل کی نداؤں میں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے کہ اس ازدحام کے بیچ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک جُذام زدہ بیمار عورت پر نظر پڑی کہ وہ طواف کر رہی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَا أَمَةَ اللَّهِ! لا تُؤْذِى النَّاسَ، لَوْ جَلَسْتِ فِى بَيْتِكِ.

ترجمہ: اے اللہ کی بندی! لوگوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ، اگر تو اپنے گھر میں بیٹھتی تو زیادہ بہتر تھا۔

امیر المؤمنین کی اس بات پر اس عورت کو حیا آئی اور اپنے گھر میں جا کر بیٹھ گئی، حتی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو ایک آدمی کا اس عورت کے پاس سے گزر ہوا، تو اس نے کہا کہ جس نے تجھے (طواف کرنے سے) منع کیا تھا وہ فوت ہو گیا ہے، لہذا اب تم باہر نکل آؤ، وہ کہنے لگی:

مَا كُنْتُ لِأُطِيعَهُ حَيًّا وَأَعْصِيَهُ مَيِّتًا.

ترجمہ: بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ زندگی میں تو اس کی اطاعت کروں اور مرنے کے بعد اس کی نافرمانی کروں۔

چنانچہ وہ عمر بھر گھر میں ہی رہی حتی کہ انتقال ہو گیا۔ (1)

---

(1) موطأ مالک: کتاب الحج، باب جامع الحج، ج ۱ ص ۴۲۴، رقم الحدیث: ۲۵۰

پیارے بچو! جب ایک بیماری کا دوسرے لوگوں کو لگنے کا خطرہ ہو اور طبیبِ حاذق کا مشورہ ہو تو اسلامی تعلیمات یہی ہیں کہ جو لوگ اس بیماری میں مبتلا ہوں وہ دوسرے لوگوں سے میل جول نہ رکھیں اور دوسروں کو چاہیے کہ وہ اختلاط سے گریز کریں، اسی طرح جسم پر پھوڑا پھنسی، دانے یا زخم وغیرہ ہوں جس سے خون پیپ رس رہا ہو تو اجتماعی جگہوں میں جانے سے گریز کیا جائے، تاکہ آپ کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔

دوسری بات جو اس واقعے سے سمجھ آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے بڑوں کا حکم بجالانا چاہیے، جس طرح اس خاتون نے کیا کہ موت تک گھر سے نہ نکلیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک معذور صحابی کے لیے خادم مقرر کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے، ایک شخص کو دیکھا بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پاس جا کر کہا کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا جنگ موتہ میں میرا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رقت ہوئی اس کے برابر بیٹھ گئے اور رو کر کہنے لگے کہ افسوس تم کو وضو کون کراتا ہوگا؟ سر کون دھوتا ہوگا؟ کپڑے کون پہناتا ہوگا؟ پھر ایک نوکر مقرر کر دیا اور اس کے لیے تمام ضروری چیزیں خود مہیا کر دیں۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیت المال کے جانوروں کی خود خدمت کرنا

عراق سے ایک وفد سخت گرمی کے زمانہ میں جب عرب کا ریگستان سورج کی گرمی کی شدت کی وجہ سے آتشِ دوزخ کا منظر پیش کر رہا تھا، آیا، جس کی قیادت حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کر رہے تھے، وہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈتے ہوئے جب پہنچے تو دیکھا کہ عمامہ اترا ہوا ہے، کمر پر پٹا باندھا ہوا ہے اور زکوٰۃ میں آئے ہوئے

❶ الفاروق: ص ۳۴۱

اونٹوں کا علاج معالجہ اور مالش کررہے ہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر حضرت احنف بن قیس پر پڑی تو فرمایا:

یا أحنف ضع ثیابک، وهلم فأعن أمیر المؤمنین علی هذا البعیر فإنه من إبل الصدقة، فیه حقّ الیتیم والأرملة والمسکین، فقال رجل من القوم: یغفر الله لک یا أمیر المؤمنین، فهلا تأمر عبداً من عبید الصدقة فیکفیک؟ فقال عمر: وأی عبد هو أعبد منی. ❶

ترجمہ: اے احنف! کپڑے تبدیل کرو اور آؤ، اس اونٹ کے (علاج معالجہ میں) امیر المؤمنین کے ساتھ تعاون کرو، اس میں یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں کا حق ہے، ان لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، آپ اپنے کسی غلام کو حکم دے دیتے، وہ یہ کام انجام دے دیتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عاجزانہ انداز میں فرمایا کہ بھلا مجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غلام ہوگا۔

جو شخص مسلمانوں کے امور کا ذمہ دار ہو وہ مسلمانوں کا غلام ہے، جس طرح ایک غلام پر اپنے آقا کی خیر خواہی اور امانت کی ادائیگی ضروری ہے، اسی طرح ان پر بھی ان امور کا بجا لانا ضروری ہے۔

پیارے بچو! وقت کے امیر المؤمنین از خود مال مویشیوں کی دیکھ بال کررہے ہیں اور ان کا معالجہ اور مالش بھی کررہے ہیں، ہمیں بھی جانوروں کا خیال رکھنا چاہیے، اگر ہو سکے تو ان کی تمام تر ضروریات کا خیال رکھا جائے، جانوروں کو ماریں نہیں، یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نفع کے لیے بنائی ہے۔ نیز ہمیں تکبر سے بچنا چاہیے، کیونکہ تکبر بہت بری خصلت ہے، وقت کے امیر المؤمنین جن کی حکومت بائیس لاکھ مربع میل پر ہے وہ اپنے

---

❶ **مناقب عمر بن الخطاب: ص ۷۳/ محض الصواف فی فضائل أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب: ص ۲۶۷/ کنز العمال: ج ۵ ص ۷۶۱، رقم الحدیث: ۱۴۳۰۷**

آپ کو ایک ادنی سا غلام سمجھتے ہیں، اور جانوروں کی خدمت خود کرتے ہیں، تو ہمیں بھی خدمت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات کا اشعار میں غم کا اظہار کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رات کے وقت کسی کو ان اشعار کے ذریعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دیتے ہوئے سنا اور مجھے یقین ہے کہ وہ خبر دینے والا انسان نہیں تھا بلکہ جن تھا:

جَـزَی الـلّٰهُ خَيْرًا مِنْ أَمِيرٍ وَبَارَكَتْ　　يَـدُ الـلّٰـهِ فِی ذَاكَ الْأَدِيـمِ الْـمُـمَزَّقِ

فَـمَنْ يَمْشِ أَوْ يَرْكَبْ جَنَاحَیْ نَعَامَةٍ　　لِيُدْرِكَ مَا قَدَّمْتَ بِالْأَمْسِ يُسْبَقِ

قَـضَيْـتَ أُمُـورًا ثُـمَّ غَـادَرْتَ بَعْدَهَا　　بَـوَائِقَ فِـی أَكْـمَـامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ اپنی قدرت سے اس کھال میں برکت عطا فرمائے جس کو ٹکڑے کر دیا گیا (اے امیر المؤمنین!) آپ نے جو کارنامے سرانجام دے ہیں، ان تک پہنچنے کے لیے کوئی تھوڑی محنت کرے یا زیادہ وہ کبھی بھی ان تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ پیچھے رہ جائے گا۔ بہت بڑے کام تو آپ پورے کر گئے، لیکن اپنے بعد ایسی مصیبتیں چھوڑ گئے جو ایسی کلیوں میں ہیں جو ابھی پھوٹی نہیں۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیسی زندگی گزار کر گئے کہ انسان تو انسان، جنات بھی آپ کے فراق میں غمگین تھے اور آپ کے لیے دعائیں کر رہے تھے، ہمیں بھی چاہیے کہ ایسی زندگی گزار کر جائیں کہ سب ہمیں اچھے الفاظ میں یاد کریں، اور ہمارے فراق میں سب غمگین ہوں، ہر آنکھ اشک بار ہو، ہر چہرہ اداس ہو، اور ہر ایک کی زبان پر مدح وثناء اور مغفرت وبخشش کے کلمات ہوں۔

---

❶ الطبقات الكبرىٰ: ترجمة: عمر بن الخطاب، ذكر استخلاف عمر، ج۳ ص ۲۸۶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ غلام کی سواری پر بیٹھ کر مدینہ میں داخل ہوئے

سخت دھوپ اور گرمی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے باہر گئے ہوئے تھے، سر مبارک پر اپنی چادر رکھی ہوئی تھی کہ ایک غلام گدھے پر سوار ہوئے آپ کے پاس سے گزرا، آپ نے کہا کہ اے غلام! مجھے بھی اپنے ساتھ سوار کرلو، غلام نے فوراً اپنی سواری کو روکا اور اپنے گدھے سے نیچے اتر کر عاجزانہ انداز میں عرض کیا: اے امیر المؤمنین! لیجئے، آپ سوار ہو جائیں، آپ نے کہا کہ نہیں تم سوار ہو جاؤ، میں تمہارے پیچھے سوار ہوتا ہوں، کیا تم مجھے پست جگہ پر سوار کرنا چاہتے ہو اور خود سخت جگہ پر سوار ہونا چاہتے ہو، بہر حال غلام کا یہ اصرار تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بیٹھیں اور وہ پیچھے بیٹھے گا، جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اصرار یہ تھا کہ غلام آگے سوار ہو اور وہ پیچھے بیٹھیں گے:

ولكن اركب أنت، وأكون أنا خلفك. قال: فدخل المدينة وهو خلفه، والناس ينظرون إليه. ❶

ترجمہ: آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ تم سوار ہو جاؤ، میں تمہارے پیچھے سوار ہوں گا، بالآخر غلام نے امیر المؤمنین کی بات مان لی اور یوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ ایک غلام کے پیچھے بیٹھے داخل ہوئے اور لوگ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

پیارے بچو! ہمیں بھی اپنے اخلاق و کردار میں نرمی پیدا کرنی چاہیے، اپنے چھوٹوں اور ماتحتوں پر ظلم نہیں کرنا چاہیے، بلکہ حسن سلوک سے کام لینا چاہیے، چھوٹوں کو چاہیے کہ سواری میں اچھی اور آرام دہ جگہ اپنے بڑوں کو دیں، جس سے انہیں راحت ہو، اور بڑوں کی راحت کا خیال رکھنا چاہیے۔ نیز اگر بڑے کسی بات پر اصرار کریں اور ادب کا تقاضہ اس کے

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۴۴ ص ۳۱۸/ محض الصواب: ج ۲ ص ۶۰۳/ كنز العمال: ج ۱۲ ص ۶۵۵، رقم الحديث: ۳۵۹۹۱

خلاف ہوتو ادب کو ترک کر دینا چاہیے اور بڑوں کے حکم پر عمل کرنا چاہیے، کیونکہ عربی کا محاورہ ہے: الأمر فوق الأدب (حکم کی تعمیل کرنا ادب سے بڑھ کر ہے)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وعدے کی پاسداری اور ایران کے مشہور سپہ سالار کا قبولِ اسلام

ایران کا مشہور سپہ سالار ہُرمزان قیدی بنا کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا، آپ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جسے اس نے ٹھکرا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے، کیوں کہ اس نے اسلام کو بڑا نقصان پہنچایا تھا، اور بعض صحابہ کرام کو اس نے قتل بھی کیا تھا، جب اس کے قتل کی تیاری ہوگئی، تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر کہا:

میں پیاس سے نڈھال ہوں، کیا ایسا ممکن ہے کہ مجھے قتل کرنے سے پہلے پینے کے لیے پانی دیا جائے۔ حکم ہوا کہ اسے پانی پلایا جائے، ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: یہ پانی جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے، اسے پینے تک آپ لوگ مجھے قتل تو نہیں کریں گے؟

فرمایا: جب تک تم پانی نہیں پیو گے تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔

اس نے جلدی سے پانی کو نیچے گرا کر ضائع کر دیا اور کہا: امیر المؤمنین! دیکھئے آپ نے وعدہ کیا ہے اب اس کو پورا کیجیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں قتل کرنے سے فی الحال رُک جاتے ہیں، میں تمہارے معاملے میں غور وفکر کروں گا، پھر جلاد کو حکم دیا کہ تلوار ہٹالو۔ اب اس نے بلند آواز میں پکارا:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسلام لے آئے ہو، اچھا کیا۔ مگر یہ تو بتاؤ جب میں نے تمہیں اسلام کی دعوت دی تھی اس وقت تم نے قبول کیوں نہ کیا۔ اس نے کہا: مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ اگر اس وقت اسلام قبول کروں گا تو میرے بارے میں کہا جائے گا کہ موت سے گھبرا کر اسلام لایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عُقُوْلُ فَارِسٍ تَزِنُ الْجِبَالَ.

اہل فارس کی عقلیں پہاڑوں جیسی ہیں۔

مراد یہ کہ یہ بڑے عقل مند و دانا ہیں، ان کی عقلیں عظیم الشان ہیں۔ (1)

پیارے بچو! اسلام ایک برحق دین ہے، جب تک مسلمان اس پر صحیح طرح کار بند رہے تو ساری دنیا پر بادشاہی کرتے رہے، جب مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا تو آج مغلوب ہو کر رہ گئے، سارے عالم پر حکمرانی کرنے والے آج خوف و ہراس میں ہیں، اس لیے ہے کہ ہم نے قرآن کریم کی مبارک تعلیمات کو ترک کر دیا، تو ہم پستیوں میں گر گئے، اس واقعہ سے ایک اہم بات جو سمجھ آتی ہے ہمیں غیر مسلموں کے بارے میں ہوشیاری سے کام لینا ہوگا، ان کی چالوں کو سمجھنا ہوگا، کیسے کیسے وہ ہم پر حملہ آور ہو جاتے ہیں اور ہمیں خبر تک نہیں ہوتی، دیکھیے ہرمزان نے کیسے اپنے لیے امان طلب کیا۔ ہمیں ہر وقت ان کی چالوں کو ناکام بنانا ہوگا، مبادا کہ پچھتائیں اور روئیں بر وقت اسلام کی سنہری تعلیمات کو گلے کا ہار بنانا ہوگا۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں وعدے کی کتنی پاسداری تھی کہ ایک غیر مسلم کے ساتھ کیے گئے وعدے کو بھی آپ نے پورا کیا، حالانکہ اس نے دھوکہ کیا

(1) تاریخ الطبری: سنة سبع عشرة، ذکر فتح رامهرمز وتستر، ج۴ ص ۸۴/ البداية والنهاية: سنة سبع عشرة، ج۷ ص ۱۰۱

تھا اور اپنی جان بچانے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی تھی، لیکن آپ کے عالی اخلاق، شریعت کے احکام کی مکمل پاسداری کی وجہ سے ایران کا یہ سپہ سالار اسلام میں داخل ہوگیا، ہمیں بھی چاہیئے کہ جس کے ساتھ وعدہ کریں تو اسے پورا کریں، اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو وعدے کی پاسداری نہیں کرتا، وعدے کی خلاف ورزی کرنا منافق کی علامت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے مثال شخصیت و بہادری

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے علم کے مطابق ہر ایک نے ہجرت چھپ کر کی۔ صرف عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایسے ہیں جنھوں نے علی الاعلان ہجرت کی۔ چنانچہ جب انہوں نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور اپنی کمان کندھے پر ڈالی اور کچھ تیر ترکش سے نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیے اور بیت اللہ کے پاس آئے۔ وہاں صحن میں قریش کے کچھ سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے، پھر مقام ابراہیم کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر مشرکین کی ایک ایک ٹولی کے پاس آئے اور فرمایا، یہ تمام چہرے بدشکل ہو جائیں گے:

من أراد أن تثكله أمه أو يوتم ولده أو يرمل زوجه فليلقني وراء هذا الوادى قال على فما تبعه أحد. ❶

ترجمہ: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اس کی اولاد یتیم ہو جائے اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے، وہ مجھ سے اس وادی کی پرلی جانب آکر ملے۔ پھر آپ وہاں سے چل پڑے، ایک بھی آپ کے پیچھے نہ جا سکا۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس قدر دلیر و بہادر تھے کہ جب ایمان لایا تو فرمایا کہ آج کے بعد نمازیں حرم میں ادا ہوں گی، جس نے اپنی بیوی کو بیوہ کرنا اور بچوں کو

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۴۴ ص ۵۲

یتیم کرنا وہ آئے عمر کا راستہ روکے، چنانچہ آپ کے اسلام لانے سے اسلام کو تقویت ملی، جب آپ نے ہجرت کا ارادہ کیا تب بھی تلوار اپنے گلے میں لٹکا کر کہا: کوئی ہے جو عمر کا راستہ روکے، لیکن کسی کی کیا مجال کہ وہ آپ کا راستہ روکتا، اللہ تعالی نے آپ کو بڑی شجاعت وبہادری سے نوازا تھا، آپ کے دور میں ۲۲ لاکھ مربع میل پر اسلام پھیلا، اور عرب وعجم پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سادگی کو پسند کرتے تھے

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، بالوں میں کنگھی ہوئی تھی اور عمدہ پوشاک زیب تن تھی، (تعیش پسندی دیکھ کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو درّہ سے مارا کہ وہ رونے لگا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ نے اسے کیوں مارا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو دیکھا کہ یہ خود پسندی میں مبتلا ہے، اس لئے میں نے چاہا کہ اس کے نفس کو اس کے سامنے حقیر بناؤں۔ [1]

پیارے بچو! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سادگی کو پسند فرماتے تھے، اس لیے سادگی اپنانی چاہیے، عیش وعشرت سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھیں، صاف ستھرا لباس پہنیں، اپنے آپ کو تکلفات سے بچائیں، تکلفات سے بچنے والا انسان راحت کی زندگی گزارتا ہے، اس لیے خود بھی اس کا اہتمام کرنا چاہیے اور اپنے دوست احباب کو بھی سادگی پر لانا چاہیے، علماء وصلحاء والی وضع قطع رکھنی چاہیے، اللہ تعالی اس سے راضی ہوتے ہیں۔

---

[1] جامع معمر بن راشد: باب الکبر، ج ۱۰ ص ۴۱۶، رقم: ۱۹۵۴۸

بدر کے قیدیوں کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اللہ رب العزت کو پسند آئی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا (کہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیا کیا جائے؟) تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ لوگ (ہمارے) چچا کے بیٹے، خاندان کے لوگ اور بھائی ہیں، میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں (اور انھیں چھوڑ دیں) تو ہم ان سے جو فدیہ لیں گے وہ کفار سے مقابلہ کے لیے ہماری قوت کا ذریعہ بنے گا اور ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دے، تو پھر یہ ہمارے دست و بازو بن جائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن الخطّاب! تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے ہے وہ میری رائے نہیں ہے، بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ فلاں آدمی جو میرا اقریبی رشتہ دار ہے وہ میرے حوالہ کردیں میں اس کی گردن اڑادوں اور عقیل کو علی کے حوالہ کردیں وہ عقیل کی گردن اڑادیں اور فلاں آدمی جو حضرت حمزہ کے بھائی ہیں یعنی حضرت عباس، وہ حضرت حمزہ کے حوالہ کردیں، حضرت حمزہ ان کی گردن اڑادیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکوں کے بارے میں کسی قسم کی نرمی نہیں ہے۔ یہ لوگ قریش کے سردار، امام اور قائد ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کی رائے کو پسند فرمایا اور میری رائے آپ کو پسند نہ آئی اور ان قیدیوں سے فدیہ لے لیا۔ اگلے دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر کی خدمت میں گیا تو وہ دونوں رو رہے تھے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے بتائیں کہ آپ اور آپ کے ساتھی کیوں رو رہے ہیں؟ اگر (رونے کی وجہ معلوم ہونے پر) مجھے بھی رونا آگیا تو میں بھی رونے لگ جاؤں گا اور اگر رونا نہ آیا تو آپ دونوں کے رونے

کی وجہ سے میں بھی بہ تکلّف رونے کی صورت بنا لوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ تمہارے ساتھیوں نے ان قیدیوں سے جو فدیہ لیا ہے اس کی وجہ سے اللہ کا عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب آ گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہے:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (الأنفال: ٦٧) ❶

ترجمہ: نبی کی شان کے لائق نہیں ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خون ریزی نہ کرلیں۔ تم تو دنیا کا مال واسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبر دست بڑی حکمت والے ہیں۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اللہ کو کتنی پسند آئی کہ اللہ رب العزت نے ان کی منشا کے موافق قرآن کریم کی آیت نازل کی، اور یہ ایک دو مقامات پر نہیں بلکہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے "**فی موافقات عمر رضی الله عنه**" کے نام سے عنوان قائم کر کے ذکر کیا ہے، ۲۰ سے زائد مقامات ایسے ہیں کہ جہاں اللہ رب العزت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی منشا کے مطابق قرآن نازل کیا ہے، یعنی انہوں نے جو رائے زمین پر دی تھی، تو اللہ رب العزت نے عرشوں سے قرآن بنا کر قیامت تک کے لئے اُسے محفوظ کر دیا، ایسے تمام مقامات کی تفصیل علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے لکھی ہے۔ جن کی رائے کو اللہ قرآن بنائے اُن کا مقام عند اللہ کتنا بلند و بالا ہوگا۔ ❷

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الجهاد والسير، باب الإمداد بالملائكة فی غزوة بدر، رقم الحديث: ١٧٦٣ / مسند أحمد، ج ١ ص ٣٣٤، رقم الحديث: ٢٠٨

❷ تاريخ الخلفاء: ترجمة: عمر بن الخطاب، فصل فی موافقات عمر، ص ٩٩، ١٠٠

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحمل مزاجی

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کہیں سے بہت سے کپڑے آئے، تو آپ نے لوگوں میں وہ کپڑے تقسیم کردیئے، ہر آدمی کو ایک کپڑا ملا، پھر آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، آپ کے بدن پر مکمل کپڑوں کا جوڑا تھا، آپ نے فرمایا لوگو! میری بات سنو، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نہ آپ کی بات سنتے ہیں اور نہ مانتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعجب ہوکر کہا کہ اے ابوعبداللہ! کیوں؟ انہوں نے کہا آپ نے ہم میں تو ایک ایک کپڑا تقسیم کیا اور اپنی ذات کے لئے دو کپڑے رکھے، (اس لئے کہ اس جیسے ایک کپڑے سے تو لباس نہیں بنتا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ! جلدی نہ کرو، پھر آواز دی، اے عبداللہ! ادھر آؤ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المؤمنین! میں حاضر ہوں، فرمایئے، آپ نے فرمایا میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جو کپڑا میں نے پہنا ہوا ہے کیا یہ تیرا کپڑا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، یہ میرا ہے، (یعنی انہوں نے اپنے حصہ کا کپڑا ابھی اپنے والد کو دیا، تو دو کپڑے ملنے سے مکمل لباس بن گیا) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں، اب ہم آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت بھی کریں گے۔ (1)

پیارے بچو! اسلام جیسا سچا اور انصاف والا مذہب پوری دنیا میں نہیں ہے، رعایا کو خلیفہ وقت پر سوال کرنے کا مکمل حق تھا، اور خلیفہ وقت بھی ناراض نہیں ہوتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مزاج دیکھیے کہ آگے سے سیخ پا نہیں ہوئے بلکہ اپنے فرزند حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم جواب دو۔

یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اپنے والدین کو اپنی چیزیں ہدیہ دیتے رہنا چاہیے جیسا کہ

---

(1) عيون الأخبار: ج ۱ ص ۱۱۸ / مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب: ص ۱۴۶ / محض الصواب: ج ۲ ص ۵۷۹

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کیا، اس سے محبت بڑھتی ہے، اور والدین کی دعائیں ملتی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نماز کے دوران تلاوت میں رونا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خشوع وخضوع کے ساتھ رات بھر نمازیں پڑھتے، صبح ہونے کے قریب گھر والوں کو جگاتے اور یہ آیت پڑھتے: ''وَاْمُرْ أَھْلَکَ بِالصَّلَاۃِ ''نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر یا خدا کی عظمت وجلال کا بیان ہوتا اور اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ ہوجاتی۔ حضرت عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ نَشِیجَ عُمَرَ، وَأَنَا فِی آخِرِ الصُّفُوفِ یَقْرَأُ: إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّی وَحُزْنِی إِلَى اللَّهِ. ❶

ترجمہ: میں باوجود یہ کہ پچھلی صف میں رہتا تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ آیت ''اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ ''پڑھ کر اس زور سے روتے تھے کہ میں اُن کے رونے کی آواز سنتا تھا۔

حضرت امام حسن کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے جب اس پر پہنچے:

''اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّا لَہٗ مِنْ دَافِعٍ ''تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہنے والا ہے، اس کو کوئی ہٹانے والا نہیں۔

اتنا روئے کہ ان کا سانس پھول گیا، اور ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ لوگ بیس دن عیادت کرنے کے لیے آنے لگے۔ ❷

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الأذان، باب إذا بکی الإمام فی الصلاۃ، ج ۱ ص ۱۴۴

❷ حیاۃ الصحابۃ: بکاء أبی بکر وعمر رضی اللہ عنہما، ج۳ ص ۴۲۳

رقت قلب اور خشیت کا یہ عالم تھا کہ ایک روز صبح کی نماز میں سورۂ یوسف شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچے ''وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ'' تو زار و قطار رونے لگے، یہاں تک کہ آگے پڑھنا آپ کے لیے مشکل ہوگیا تو رکوع کرنے پر مجبور ہوگئے۔ ❶

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلاوت کے وقت کیا کیفیت ہوتی تھی کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ جاتے تھے، بسا اوقات نماز میں تلاوت کے دوران رِقّت طاری ہوجاتی، تو اس قدر روتے کہ پیچھے والوں کو بھی آپ کے رونے کی آواز آتی تھی۔ ہمیں بھی چاہئے کہ جب قرآن کریم کی تلاوت کریں تو ٹھہر ٹھہر کر تجوید کے ساتھ پڑھیں، دورانِ تلاوت باتوں سے اور کھیل کود سے بچیں، جب کوئی اور بھی تلاوت کرے تب بھی متوجہ ہوکر خاموشی کے ساتھ سنیں، ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت متوجہ ہوتی ہے، اور تلاوت کے بعد دعا کیا کریں، یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

آخرت کا خوف

قیامت کے مواخذے سے بہت ڈرتے تھے اور ہر وقت اس کا خیال رہتا تھا، ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کو یہ پسند ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام لائے، ہجرت کی، جہاد اور نیک اعمال کیے، اس کے بدلے میں دوزخ سے بچ جائیں اور عذاب وثواب برابر ہوجائے، بولے خدا کی قسم! نہیں، ہم نے آپ کے بعد بھی روزے رکھے، نمازیں پڑھیں، بہت سے نیک کام کئے اور ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لائے، ہم کو ان اعمال سے بڑی بڑی توقعات ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ، لَوَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا، وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ

---

❶ حياة الصحابة: بكاء أبي بكر وعمر رضي الله عنهما، ج۳ ص ۴۲۳

عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ. ❶

ترجمہ: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے تو یہی غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ آپ عذاب سے بچ جائیں اور نیکی اور بدی برابر ہو جائیں۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آخرت کا کتنا خوف تھا، حالانکہ انہیں لسانِ نبوت سے ایک دو نہیں بلکہ کئی مرتبہ ان کے لیے جنت کی بشارتیں عطا ہوئیں، جن کی رائے کے مطابق اللہ رب العزت نے ۲۰ سے زائد قرآن کریم کی آیات نازل کیں، جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو عمر نبی ہوتا۔ اتنے بڑے مقام و مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود آخرت کی کتنی فکر ہے کہ فرما رہے ہیں کہ عذاب سے بچ جاؤں یہ کافی ہے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ آخرت کی خوب تیاری کریں، اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائیں، اور عذابِ قبر اور جہنم کے عذاب سے پناہ کی ہمہ وقت اللہ سے دعائیں کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی بات سے رجوع کرنا

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور لوگوں کے ایک کثیر مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا:

لوگو! عورت کا مہر زیادہ نہ رکھو (آیندہ) مجھے کسی کے متعلق یہ خبر نہ پہنچے کہ اس نے اس مقدار سے زیادہ مہر دیا ہے جس مقدار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر دیا یا اس کی طرف بھیجا گیا ہے، اِلّا یہ کہ اس سے زیادہ مقدار بیت المال میں جمع کر دی جائے، یہ فرما کر منبر سے نیچے اتر آئے، راستہ میں ایک قریش کی عورت نے آپ کو روک لیا اور کہنے لگی اے

❶صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب هجرة النبی صلی الله علیه وسلم وأصحابه إلی المدینة، رقم الحدیث: ۳۹۱۵

امیر المؤمنین! یہ بتائیے اللہ کی کتاب (قرآن) اتباع کی زیادہ حقدار ہے یا آپ کی بات؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب ہی اتباع کی زیادہ حقدار ہے، لیکن کیا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگی آپ نے ابھی ابھی لوگوں کو عورتوں کا زیادہ مہر باندھنے سے منع کیا ہے، حالانکہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا. (النساء: ۲۰)

ترجمہ: اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور ان میں سے ایک کو ڈھیر سارا مہر دے چکے ہو، تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ کیا تم بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے (مہر) واپس لو گے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُلُّ أَحَدٍ أَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لِلنَّاسِ: إِنِّي نَهَيْتُكُمْ أَنْ تُغَالُوا فِي صُدُقِ النِّسَاءِ أَلَا فَلْيَفْعَلْ رَجُلٌ فِي مَالِهِ مَا بَدَا لَهُ. ❶

ترجمہ: ہر ایک عمر سے زیادہ فقیہ ہے، دو یا تین مرتبہ یہ جملہ کہا، پھر واپس منبر کی طرف تشریف لے گئے اور لوگوں سے فرمایا کہ میں نے تمہیں عورتوں کا مہر مقررہ مقدار سے زیادہ باندھنے سے منع کیا تھا، لیکن اب حکم یہ ہے کہ ہر شخص جیسے چاہے اپنے مال میں تصرف کرے۔

پیارے بچو! اگر ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو بجائے اس پر دلائل قائم کرنے کے فوراً مان لینا چاہیے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنا چاہیے، اس سے ہماری شان ہرگز نہیں گھٹے گی، بلکہ ہم بلندی کی معراجوں تک پہنچتے چلے جائیں گے، غلطی سے رجوع کرنے سے عزت گھٹتی نہیں بڑھتی ہے، اس سے شیطان کو تکلیف ہوتی ہے اور اللہ رب العزت کی رضامندی

---

❶ سنن سعيد بن منصور: باب ما جاء في الصداق، ج ۱ ص ۱۹۵، رقم: ۵۹۸/ شرح مشكل الآثار: ج ۱۳ ص ۵۷، رقم: ۵۰۵۹/ جامع بيان العلم وفضله: ج ۱ ص ۵۳۰، رقم: ۸۶۴

حاصل ہوتی ہے۔ شریعت کی تعلیمات کے آگے فوراً سرتسلیم خم کردینا چاہیے، دلائل اور حکمتوں کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ اپنی جان کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہیں، ارشاد ہوا عمر! میری محبت اپنی جان سے بھی زیادہ ہونی چاہیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ ❶

آپ کو حضور سے سچی محبت تھی، ان کو اس راہ میں جان و مال، اولاد اور عزیز و اقارب کی قربانی سے بھی دریغ نہ تھا، عاص بن ہشام جو حضرت عمر کے ماموں تھے، معرکہ بدر میں خود ان کے ہاتھ سے مارے گئے۔

اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے ناراض ہوکر علیحدگی اختیار کرلی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سن کر حاضر خدمت ہونا چاہا، جب بار بار اذن طلب کرنے پر بھی اجازت نہ ملی تو پکار کر کہا:

وَاللهِ، لَئِنْ أَمَرَنِی رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَرْبِ عُنُقِهَا، لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهَا. ❷

ترجمہ: خدا کی قسم! (میں حفصہ کی سفارش کے لیے نہیں آیا ہوں) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں اس کی گردن اڑانے کا، تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت تھی کہ

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الأیمان والنذور، باب: کیف کانت یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۶۶۳۲

❷ صحیح مسلم: کتاب الطلاق، باب فی الإیلاء، رقم الحدیث: ۱۴۷۹

فرماتے تھے کہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ آپ سے محبت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت ہی تو ہے جو منافق آپ کے فیصلے پر راضی نہیں ہوا تو انہوں نے اس کا سر قلم کر دیا۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تمام لوگوں سے زیادہ ہو، آپ کی سنتوں کی پیروی کریں، آپ کے احکامات پر عمل کریں، جب آپ کا نامِ نامی آئے تو محبت کے ساتھ نام لیں، درود شریف پڑھنے کا اہتمام کریں، جب بھی آپ کی کوئی حدیث بیان ہو تو سر جھکا کر توجہ سے سنیں اور اس پر عمل کریں، درس حدیث اور تعلیم کے دوران بڑے ادب واحترام کے ساتھ خاموش بیٹھ کر احادیث سنیں، جو بات سمجھ نہ آئے پوچھیں اور پھر اس پر عمل کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قحط سالی کے ایام میں رعایا کی فکر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ساٹھ درہموں کا گھی خریدا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس پر نظر پڑی تو پوچھا یہ کیا ہے؟ بیوی نے کہا کہ گھی ہے، جو میں نے اپنے مال سے خریدا ہے، آپ کے نفقہ سے نہیں خریدا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ گھی نہیں چکھوں گا تاوقتیکہ لوگ شکم سیر ہو جائیں۔ ❶

پیارے بچو! یہ اُن دنوں کا واقعہ ہے، جب قحط سالی تھی، لوگوں کے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں تھا، آپ کو رعایا کی بڑی فکر تھی، اس لیے فرمایا جب تک وہ پیٹ بھر کر نہیں کھائیں میں بھی نہیں کھاؤں گا، قحط سالی کے ایام میں آپ نے کوئی لذیذ چیز نہیں کھائی۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہمارے آس پاس پڑوس میں کوئی غریب اور مستحق ہو تو اُن کے کھانے پینے کا انتظام کریں اور ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں۔

---

❶ تاریخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۳۴۶/ الرياض النضرة: الباب الثاني، الفصل التاسع، ج۲ ص ۳۸۶

دنیا سے بے رغبتی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دستور عمل کا سب سے زریں صفحہ اتباع سنت تھا، وہ خورد ونوش، لباس ووضع، نشست وبرخاست غرض ہر چیز میں اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ زندگی فقر وفاقہ سے بسر کی تھی، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روم وایران کی شہنشاہی ملنے کے بعد بھی فقر وفاقہ کی زندگی کا ساتھ نہ چھوڑا، ایک دفعہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ نے خوش حالی عطا فرمائی ہے، اس لیے آپ کو نرم لباس اور نفیس غذا سے پرہیز نہ کرنا چاہیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جان پدر! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسرت اور تنگ حالی کو بھول گئیں، خدا کی قسم! میں اپنے آقا کے نقش پر چلوں گا تاکہ آخرت کی فراغت اور خوش حالی نصیب ہو، اس کے بعد دیر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسرت کا تذکرہ کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بے تاب ہوکر رونے لگیں۔ ❶

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دنیا سے بے رغبتی تھی، اور ہمہ وقت آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تھے، ۲۲ لاکھ مربع میل کے بادشاہ ہوکر بڑی سادگی کے ساتھ زندگی گزاری، ورنہ عموماً انسان کو کوئی معمولی عہدہ بھی مل جائے تو اس کی طرزِ زندگی بدل جاتی ہے، لیکن یہاں روم وایران کو فتح کر کے، عرب وعجم پر بلاشرکتِ غیر حکمرانی کر کے آپ کی زندگی نہیں بدلی، فتوحات کے بعد خزانوں کے انبار لگ گئے، لیکن آپ نے اپنی زندگی زہد وقناعت اور سادگی میں گزاری۔

عیش وعشرت اور لذیذ کھانوں سے اجتناب

ایک دفعہ یزید بن ابی سفیان کے ساتھ شریک طعام ہوئے، معمولی کھانے کے بعد

❶ حلیة الأولیاء: عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۴۸

دستر خوان پر عجیب عمدہ کھانے لائے گئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا:

وَالَّذِی نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ، لَئِنْ خَالَفْتُمْ عَنْ سُنَّتِهِمْ لَيُخَالِفَنَّ بِكُمْ عَنْ طَرِيقَتِهِمْ. ❶

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے، اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے ہٹ جاؤ گے تو خدا تم کو جادہ مستقیم سے منحرف کر دے گا۔

اپنی ابتدائی حالت اور ماضی کو نہ بھلائیں

غم و حزن کے عالم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے اور لوگوں سے مخاطب ہوئے، اور فرمایا لوگو! میں اپنی حیثیت سے واقف ہوں، میں اپنی خالہ جو بنو مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں، ان کی بکریاں چرایا کرتا تھا، جس کے عوض مجھے مٹھی بھر کھجوریں ملتی تھیں، یہ فرمایا اور منبر سے نیچے اتر گئے، آپ نے یہ بات کیوں ارشاد فرمائی؟ خدا گواہ ہے، ہمیں تو کچھ سمجھ نہیں آیا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ کر دریافت کیا اے امیر المؤمنین! آپ نے یہ کیا کیا؟ آپ کی کیا مراد تھی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لرزتے ہونٹوں کو ہلاتے ہوئے فرمایا:

ویحک یا ابن عوف إنی خلوت فحدثتنی نفسی، فقالت: أنت أمیر المؤمنین، فمن ذا أفضل منک فأردت أن أعرِّفها نفسها. ❷

ترجمہ: اے ابن عوف تیرا ناس ہو! میں نے اپنے نفس سے خلوت کی تو نفس نے کہا تو امیر المؤمنین ہے، تیرے اور اللہ کے درمیان اور کوئی نہیں ہے، بھلا تجھ سے افضل اور کون ہو سکتا ہے؟ پس میں نے چاہا کہ اس کو اس کی حیثیت بتا دوں۔

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کو اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا

---

❶ الزهد لابن المبارك: باب ما جاء فی الفقر، ج ۱ ص ۲۰۳، رقم: ۵۷۸

❷ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۴۴ ص ۳۱۵/ کنز العمال: ج ۱۲ ص ۶۵۵، رقم الحدیث: ۳۵۹۹۲

میں ہی جنت کی خوشخبری سنا دی تھی، وہ اپنے آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ میرے نفس غرور وتکبر نہ کر، بلکہ تو تو وہی ہے جو بکریاں چرایا کرتا تھا، ایمان کی بدولت اور حضور کی صحبت سے آج تجھے یہ مقام ملا کہ بائیس لاکھ مربع میل پر حکومت کر رہا ہے، انہوں نے اپنے نفس کو ماضی یاد دلایا۔ مال و دولت کی وجہ سے کبھی گزرے ہوئے زمانے کو بھولنا نہیں چاہیے، ہم اس لائق نہیں تھے، یہ جو کچھ اللہ رب العزت نے عطا فرمایا: یا اللہ! تیرا اس پر شکر ہے۔ اس لیے تنہائی میں بیٹھ کر کچھ لمحوں کے لیے سوچنا چاہیے کہ میری حیثیت کیا تھی، اور اللہ نے مجھے کتنا عطا کیا، اپنے سے نیچوں کو دیکھیں کہ ان کے پاس سر چھپانے کی جگہ، دو وقت کا کھانا نہیں، اور اللہ نے ہمیں یہ سب کچھ عطا کیا، اب اس اللہ کے راستے میں خرچ کریں، اللہ تعالی ڈبل کر کے واپس کرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اتباع سنت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کام جس طرح کرتے دیکھا اسی طرح وہ بھی عمل پیرا ہوں، ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اس طرف سے گزرتے تو اس جگہ دو رکعت نماز ادا کر لیتے تھے، ایک شخص نے پوچھا یہ نماز کیسی؟ آپ نے فرمایا:

إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ. (1)

ترجمہ: میں نے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتا دیکھا ہے اس لیے میں نے بھی یہاں نماز پڑھی۔

دوسروں کو اتباعِ سنت کا حکم دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اتباعِ سنت پر عمل پیرا ہونا صرف اپنی ذات تک محدود نہ تھا

---

(1) صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، رقم الحدیث: ۶۹۲

بلکہ وہ چاہتے تھے کہ ہر شخص کا دل اتباع سنت کے جذبے سے معمور ہو جائے، ایک دفعہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عین خطبہ کی حالت میں اس کی طرف دیکھا اور کہا: آنے کا یہ کیا وقت ہے؟ انہوں نے کہا کہ بازار سے آرہا تھا کہ اذان سنی وضو کر کے فوراً حاضر ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وضو پر کیوں اکتفاء کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جمعہ کو) غسل کا حکم دیا کرتے تھے۔ ❶

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اتباع سنت کس قدر تھی کہ آپ نے اُس جگہ دو رکعت نماز پڑھی اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی تھی۔ جمعہ میں تاخیر سے آنے والے کو فرمایا کہ تم نے وضو پر کیوں اکتفاء کیا، غسل کیوں نہیں کیا، جمعہ کے دن غسل کرنا مسنون عمل ہے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہر معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کریں، دین میں کوئی نئی بات ایجاد نہ کریں، یہ بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، ہمیشہ اللہ رب العزت سے دعا کریں کہ اللہ تعالی دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آخرت میں آپ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادگی اور دنیا سے بے رغبتی

مسجد آخر تک بھری ہوئی تھی، لوگ سوالیہ نظروں سے باہم تبادلہ خیالات کرنے لگے کہ امیر المؤمنین کو آنے میں تاخیر کیوں ہوگئی، وہ کہاں ہیں؟ چند لمحوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر چڑھنے کے بعد لوگوں سے معذرت خواہی کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّمَا حَبَسَنِي غَسْلُ ثَوْبِي هَذَا كَانَ يُغْسَلُ وَلَمْ يَكُنْ لِي ثَوْبٌ غَيْرُهُ. ❷

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الجمعة، باب وجوب غسل يوم الجمعة، رقم الحديث: ٨٤٥

❷ الزهد لأحمد بن حنبل: زهد عمر بن الخطاب، ص ١٠٢، رقم: ٦٥٥/ مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب، ص ١٣٨

ترجمہ: میں اصل میں اپنے یہ کپڑے دھو رہا تھا اور میرے پاس اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں تھا، اس وجہ سے مجھے تاخیر ہوگئی۔

پیارے بچو! وقت کے امیر المؤمنین کا زہد دیکھیے کہ اپنے لیے ایک ہی جوڑا رکھا ہوا ہے، اگر وہ چاہتے تو مہنگے سے مہنگا لباس پہن سکتے تھے، مگر انہوں نے سادگی اختیار کی، دنیا کی راحتوں کو انہوں نے راحت نہیں سمجھا، بلکہ ان کا مطمح نظر آخرت تھا، اس لیے ہمیں بھی سیدھا سادا، ڈھیلا ڈھالا لباس پہننا چاہیے، تکلفات سے گریز کر کے آسان زندگی گزارنی چاہیے۔ اسی طرح اگر والدین کی گنجائش نہ ہو تو انہیں نئے لباس کے خریدنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے، جو اللہ نے دیا ہے اسی پر قناعت کرنی چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زہد و قناعت

دنیا طلبی اور حرص تمام بد اخلاقیوں کی بنیاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے طبعی نفرت تھی، یہاں تک کہ خود ان کے ہم مرتبہ معاصرین کو اعتراف تھا کہ وہ زہد و قناعت کے میدان میں سب سے آگے ہیں، حضرت طلحہ کا بیان ہے کہ قدامت اسلام اور ہجرت کے لحاظ سے بہت سے لوگوں کو عمر بن الخطاب پر فوقیت حاصل ہے، لیکن زہد و قناعت میں وہ سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ دینا چاہتے تو وہ عرض کرتے کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند لوگ موجود ہیں جو اس عطیہ کے زیادہ مستحق ہیں، آپ ان کو دے دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ، فَكُلْ وَتَصَدَّقْ. [1]

ترجمہ: انسان کو اگر بے طلب مل جائے تو لے لے، پھر چاہے تو استعمال کر لے اور چاہے تو صدقہ کر دے۔

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الزکاة، باب إباحة الأخذ لمن أعطى من غير مسألة، رقم الحديث: ١٠٤٥

ایام خلافت میں آپ کا طرزِ زندگی

ایک دفعہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے کہا: امیر المؤمنین اب اللہ تعالی نے کشادگی عطا کی ہے، بادشاہوں کے سفراء اور عرب کے وفود آتے رہتے ہیں، اس لیے آپ کو اپنے طرزِ معاشرت میں تغیر کرنا چاہیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: افسوس تم دونوں امہات المؤمنین ہو کر دنیا طلبی کی ترغیب دیتی ہو، عائشہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کو بھول گئیں کہ تمہارے گھر میں صرف ایک کپڑا تھا، جس کو دن میں بچھاتے تھے اور رات کو اوڑھتے تھے۔ حفصہ تم کو یاد نہیں ہے کہ ایک دفعہ تم نے فرش کو دوہرا کر کے بچھا دیا تھا اس کی نرمی کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر سوتے رہے، بلال نے اذان دی تو آنکھ کھلی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا حفصة ! ماذا صنعت؟ أثنيت لي المهاد ليلتي حتى ذهب بي النوم إلى الصباح؟❶

ترجمہ: حفصہ تم نے یہ کیا کیا کہ فرش کو دوہرا کر دیا کہ میں صبح تک سوتا رہا، مجھے دنیاوی راحت سے کیا تعلق ہے اور فرش کی نرمی کی وجہ سے تو نے مجھے غافل کر دیا۔

پیارے بچو! دیکھیں خلافت ملنے کے بعد بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادگی، زہد وقناعت میں کوئی فرق نہیں آیا، ورنہ عموماً معمولی عہدے بھی مل جائیں تو انسان کی زندگی میں عیش وعشرت اور خواہشات کی تکمیل شروع ہو جاتی ہے، لیکن آپ کی زندگی کس قدر سادگی میں تھی کہ امہات المؤمنین سفارش بھی کر رہی ہیں کہ آپ کے پاس بادشاہوں کے سفراء اور وفود آتے ہیں، آپ اپنے لباس اور طرزِ زندگی میں تبدیلی لائیں، آپ نے فوراً انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی یاد دلائی اور آپ کے اُسوہ حسنہ کا ایک واقعہ بھی انہیں سنایا۔

---

❶ كنز العمال: فضائل الفاروق، زهده، ج ۱۲ ص ۶۴۰، رقم: ۳۵۹۵۹

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوسروں کے مشوروں اور آراء کو قبول کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک چھوٹی سی دیوار کے نیچے چہار زانو بیٹھے تھے اور آپ کے اردگرد احباب بیٹھے تھے، وعظ ونصیحت اور دانائی کی باتیں جاری تھیں کہ کسی جانب سے بدبو سی اٹھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں اس شخص کو بقسم کہتا ہوں کہ وہ اٹھے اور وضو کرے، لوگ ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے اور انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات پر عمل دشوار محسوس ہوا، (اب جس کا وضوٹوٹا تھا اس کے لیے سب کے سامنے اٹھنے میں عزتِ نفس کا مجروح ہونا تھا) تو حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! ہم سب وضو کرلیتے ہیں، ان کا مقصد اس سے یہ تھا کہ اس طرح اس شخص کی عزتِ نفس مجروح نہ ہوگی، (ان کی یہ بات سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسکرائے اور فرمایا:

نِعْمَ السَّيِّدُ كُنْتَ فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَنِعْمَ السَّيِّدُ كُنْتَ فِي الإِسْلاَمِ. (1)

ترجمہ: تم زمانہ جاہلیت میں بھی کیا ہی خوب سردار تھے اور زمانہ اسلام میں بھی کیا ہی خوب سردار رہو۔

پیارے بچو! بسا اوقات انسان بیمار ہوتا ہے، یا اپنے اوپر قابو نہیں رہتا تو اُسے برا بلا نہیں کہنا چاہیے، بلکہ چشم پوشی کرلینی چاہیے، گویا کہ آپ کو محسوس ہی نہیں ہوا، اور اپنے افعال سے ناگواری کا اظہار بھی نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ جو کسی پر ہنستا ہے کل اس پر بھی ہنسا جاتا ہے۔ نیز یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر آپ کے مشورے اور رائے سے بہتر کوئی رائے دے تو اُسے قبول کرنا چاہیے، اپنی رائے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وسعتِ ظرفی آپ نے رائے قبول بھی کی اور ان کی تعریف بھی فرمائی، معلوم ہوا کہ کوئی اچھا مشورہ دے تو اُسے قبول کرکے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

---

(1) الطبقات الكبرى: ترجمة: جرير بن عبد الله، ج ۱ ص ۸۱۳، رقم: ۳۹۲/ تهذيب الكمال: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۴ ص ۵۳۹

سادہ اور معمولی غذا استعمال کرنا

غذا بھی عموماً نہایت سادہ ہوتی تھی، معمولی روٹی اور روغن زیتون دستر خوان پر ہوتا تھا، روٹی اگر چہ گیہوں کی ہوتی تھی لیکن آٹا چھانا نہیں جاتا تھا، مہمان یا سفراء آتے تو کھانے کی ان کو تکلیف ہوتی تھی کیوں کہ وہ ایسی سادی اور معمولی غذا کے عادی نہیں ہوتے تھے۔

حفص بن ابی العاص اکثر کھانے کے وقت موجود ہوتے تھے لیکن شریک نہیں ہوتے تھے، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی، تو کہا کہ آپ کے دستر خوان پر ایسی سادہ اور معمولی غذا ہوتی ہے کہ ہم لوگ اپنے لذیذ اور نفیس کھانوں پر اس کو ترجیح نہیں دے سکتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں قیمتی اور لذیذ کھانے کھانے کی استطاعت نہیں رکھتا؟

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَوْلَا أَنْ تَنْتَقِصَ حَسَنَاتِی لَشَارَكْتُكُمْ فِی لِینِ عَیْشِكُمْ. [1]

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر قیامت کے دن نیکیوں کے کم ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں بھی تم لوگوں کی طرح دنیاوی عیش و عشرت کا دلدادہ ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر شخص کو اپنی طرح زہد اور سادگی کی حالت میں دیکھنا چاہتے تھے، وقتاً فوقتاً عمال اور حکام کو ہدایت کرتے رہتے تھے کہ رومیوں اور عجمیوں کی طرز معاشرت اختیار نہ کریں، سفر شام میں جب انہوں نے افسروں کو اس وضع میں دیکھا کہ بدن پر حریر و دیباج کے حلے اور پُر تکلف قبائیں ہیں اور وہ اپنی زرق برق پوشاک اور ظاہری شان و شوکت سے عجمی معلوم ہوتے ہیں، تو آپ کو اس قدر غصہ آیا کہ گھوڑے سے اتر پڑے اور سنگریزے اٹھا کر ان پر پھینکے اور فرمایا کہ اس قدر جلد تم نے عجمی عادتیں اختیار کر لیں۔

---

[1] الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۲۱۲

ایام خلافت میں بھی درویشی

زہد وقناعت کا یہ حال تھا کہ اپنے زمانہ خلافت میں چند برس تک مسلمانوں کے مال سے نہیں لیتے تھے، حالانکہ فقر وفاقہ سے حالت نازک تھی، صحابہ کرام ان کی عسرت اور تنگدستی کو دیکھ کر اس قدر تنخواہ مقرر کر دی جو معمولی خوراک اور لباس کے لیے کافی ہو، لیکن شہنشاہ قناعت نے اس شرط پر قبول کیا کہ جب تک ضرورت ہے لوں گا اور جب میری مالی حالت درست ہو جائے گی کچھ نہ لوں گا، فرمایا کرتے تھے کہ میرا حق مسلمانوں کے مال میں اسی قدر ہے جس قدر یتیم کے مال میں والی کا ہوتا ہے۔ میں اپنی ذات پر اس سے زیادہ نہیں صرف کر سکتا جس قدر خلافت سے پہلے اپنے مال میں سے صرف کرتا تھا۔ ❶

ایک دفعہ ربیع بن زیادہ حارثی نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کو خدا نے جو مرتبہ بخشا ہے اس کے لحاظ سے آپ دنیا میں سب سے زیادہ عیش ونشاط کی زندگی کے مستحق ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت خفا ہوئے اور فرمایا: میں قوم کا امین ہوں، امانت میں خیانت کب جائز ہے۔ ❷

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی اصلاح کرنے والے سے خوش ہونا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنوحارثہ کے چشمہ کے پاس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ بڑے جرأت منداور حق گو آدمی تھے، خواہ اس حق بات کہنے پر موت بھی ہوتی، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ اے محمد! تم مجھے کیسا پاتے ہو، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں آپ کو ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسے میں پسند کرتا ہوں اور جیسے وہ شخص چاہتا ہے جو آپ کے لئے خیر کو پسند کرتا ہے۔ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ مال جمع کرنے پر بڑے طاقت ور ہیں اور اس (مال) سے پاک دامن ہیں، مال کی تقسیم میں

---

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج٣ ص ٢٠٩

❷ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج٣ ص ٢١٢، ٢١٣

عدل کرتے ہیں، اگر آپ ٹیڑھے ہوگئے تو ہم آپ کو تیر کی طرح سیدھا کر دیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوش ہوتے ہوئے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی جَعَلَنِی فِی قَوْمٍ إِذَا مِلْتُ عَدَلُونِی. ❶

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے ایسے لوگ بھی میری قوم میں پیدا کئے ہیں کہ جب میں ٹیڑھا ہونے لگتا ہوں تو وہ مجھے سیدھا کر دیتے ہیں۔

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کتنے رعب اور دبدبے والے تھے، مگر حق بات کے سامنے بالکل نرم ہو جاتے، آج ہے کوئی حاکم جو اخلاقِ فاروقی سے آراستہ ہو اور اس طرح کی بات برداشت کرے، یہی اسلام کا نظام عمل ہے، ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم خود اپنی اصلاح سے غافل نہ ہوں بلکہ اپنے بڑوں سے پوچھتے رہیں، ہم میں کون سا ایسا عیب ہے جسے درست کرنے کی ضرورت ہے، تو اپنے آپ کو ٹٹولیے، ظاہری و باطنی بیماریوں کا علاج کروائیے۔ اور اگر کوئی ایسے عیب اور خامی کی نشان دہی کرے تو اس سے خوش ہونا چاہیے اور اس کو اپنے اندر سے دور کرنا چاہیے، جتنا آپ میں خوبیاں ہوں گی اتنے معاشرے میں آپ کو عزت ملے گی۔

کھانے پینے کی لذتوں سے کوسوں دور

ایک دفعہ عتبہ بن فرقد شریک طعام تھے اور اُبلا ہوا گوشت اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے زبردستی حلق سے نیچے اتار رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم سے نہیں کھایا جاتا تو نہ کھاؤ، عتبہ سے نہ رہا گیا، کہنے لگے: امیر المؤمنین! اگر آپ اپنے کھانے پینے اور پہننے میں کچھ زیادہ صرف کریں گے تو اس سے مسلمانوں کا مال کم نہ ہو جائے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

❶ الزھد لابن المبارک: ج ١ ص ١٧٩، رقم: ٥١٢/ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: محمد بن مسلمة، ج٥ ص٢٧٧

ویحک آکل طیباتی فی حیاتی الدنیا وأستمتع بھا. ❶

ترجمہ: افسوس تم پر! کیا میں دنیا کی زندگی عیش وعشرت اور لذیذ کھانوں میں گزار دوں۔

ایک دفعہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ کی زوجہ عاتکہ بنت زید کے پاس ہدیتاً ایک نفیس چادر بھیجی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا:

خُذْهَا فَلا حَاجَةَ لَنَا فِيهَا. ❷

ترجمہ: یہ لے لو ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے بیت المال کا جائزہ لیا تو وہاں صرف ایک درہم موجود تھا، انہوں نے اس خیال سے کہ یہ یہاں کیوں پڑا ہے اٹھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو دیدیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے درہم واپس لے کر بیت المال میں جمع کیا اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا:

أما کان لک فی المدینة أھل بیت أھون علیک من آل عمر؟ أردت أن لا تبقی أحد من أمة محمد صلی اللہ علیه وسلم إلا طالبنا بمظلمة فی ھذا الدرھم! فأخذ الدرھم فألقاہ فی بیت المال. ❸

ترجمہ: افسوس کہ تم کو مدینہ میں آل عمر کے سوا اور کوئی کمزور نظر نہ آیا، تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تمام امت محمدیہ کا مطالبہ میری گردن پر ہو، آپ نے وہ درہم لیا اور بیت المال میں جمع کر دیا۔

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھانے پینے، عیش وعشرت اور خواہشات کے

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ٢٩٦

❷ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ٢۳۴

❸ کنز العمال: فضائل الفاروق، ج١٢ ص ٦٦٩، رقم: ٣٦٠٢۴

مطابق زندگی گزارنے سے کوسوں دور تھے، ایام خلافت میں بھی کبھی آپ نے لذیذ کھانے نہیں کھائے، بلکہ معمولی اور سادہ غذا استعمال کرتے، آپ اپنے گورنروں کو بھی اسی کی ترغیب دیتے، اپنے اہل وعیال اور بچوں کو بھی سادگی کی زندگی گزارنے کی ترغیب دیتے تھے، دیکھیں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک عمدہ اور قیمتی چادر بھیجی لیکن آپ نے واپس کردی، آپ چاہتے تھے کہ آپ کی گھر والیاں بھی تعیش وزیب وزینت سے دور رہیں، یہ گھر والوں کی تربیت کا ایک حصہ تھا۔ آپ کا خوفِ آخرت کس قدر تھا کہ صرف ایک درہم تھا لیکن آپ نے وہ بھی لے کر بیت المال میں جمع کرادیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یوم الحساب کا خوف

خلافت سے پہلے آپ تجارت کرتے تھے، بیت المال سے وظیفہ مقرر ہونے سے بیشتر کچھ دنوں تک زمانہ خلافت میں بھی یہ مشغلہ جاری رہا، ایک دفعہ شام کی طرف مال بھیجنا چاہا روپیہ کی ضرورت ہوئی، تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے قرض طلب کیا، انہوں نے کہا: آپ امیر المؤمنین ہیں، بیت المال سے اس قدر قرض لے سکتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیت المال سے نہیں لوں گا، کیوں کہ اگر ادا کرنے سے پہلے مرجاؤں گا تو تم لوگ میرے ورثاء سے مطالبہ نہ کروگے اور یہ بار میرے سر رہ جائے گا، اس لیے چاہتا ہوں کہ کسی ایسے سے لوں جو میرے متروکہ مال سے وصول کرنے پر مجبور ہو۔ (1)

رعایا کے اموال کی حفاظت اور فکرمندی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی کسی گلی میں دوڑتے ہوئے جارہے تھے، راستہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوگئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے امیر المؤمنین! کہاں جارہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ توقف کئے بغیر جواب دیا کہ زکوۃ کا

(1) الطبقات الكبرى: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۲۱۱

ایک اونٹ بھاگ گیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعجبانہ انداز میں کہا کہ آپ نے اپنے بعد والوں کوتو مشقت میں ڈال دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یا أبا الحسن لا تلمنی فوالذی بعث محمداً بالنبوة لو أن عناقا أخذت بشاطیء الفرات لأخذ بھا عمر یوم القیامة. ❶

ترجمہ: اے ابوالحسن! تم مجھے ملامت نہ کرو، اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اگر ایک بکری بھی فرات کے کنارے چلی جائے تو قیامت کے دن عمر سے اس کی باز پرس ہوگی۔

پیارے بچو! مسلمانوں کے مال کی کس طرح حفاظت فرما رہے ہیں کہ کسی نوکر وغلام کو بھیجنے کے بجائے خلیفۃ المسلمین خود اٹھے اور بھاگ رہے ہیں، ہمیں بھی لوگوں کی چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے، اپنے گھر کی چیزوں کے ساتھ ساتھ اسکول اور مدرسے کی اشیاء کی بھی حفاظت ضروری ہے، اگر کسی کا مال ضائع ہوتا نظر آئے تو حتی الامکان کوشش ہو کہ اس کا مال ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ جس طرح ہم اپنے مال کی حفاظت کرتے ہیں دوسروں کے مال کی حفاظت بھی اسی طرح کریں، مسلمان کی نشانی یہ ہے کہ دوسروں کے لیے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دین کی خاطر سختی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ اور لطف ورحم محض اللہ تعالی کے لیے تھا، ذاتیات کو مطلقاً اس میں دخل نہ تھا۔ غزوہ بدر میں کافروں نے بنو ہاشم کو مسلمانوں سے لڑنے پر مجبور کیا تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عباس کہیں نظر آئیں تو ان کو قتل نہ کرنا، ابو

---

❶ **مناقب أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب: الباب الخمسون، ص ۱۵۳ / محض الصواب: الباب السابع والخمسون، ج۲ ص ۶۲۱**

حذیفہ کی زبان سے نکل گیا کہ بنو ہاشم میں کیا خصوصیت ہے؟ اگر عباس سے مقابلہ ہو گیا تو ضرور مزہ چکھاؤں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ گستاخی دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئے اور کہا کہ اجازت دیجیے کہ میں اس کا سراڑا دوں۔ ❶

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ بڑے رتبہ کے صحابی تھے، یہ خود ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تھے لیکن ان کے اہل وعیال مکہ میں تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کا قصد فرمایا، تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے خیال سے اپنے بعض مشرک دوستوں کو اس کی اطلاع دے دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو جلال میں آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اجازت دیجیے کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ ❷

اسی طرح خویصرہ نے ایک دفعہ گستاخانہ کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عدل کر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے سے بیتاب ہوئے اور اس کو قتل کرنا چاہا، لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا۔ ❸

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رحم وشفقت اور سختی محض اللہ کی رضا کے لیے ہوتی ہے، اپنی ذات کی وجہ سے سختی نہیں کرتے تھے، لیکن جب معاملہ دین کا ہوتا اور کفر کے خلاف ہوتا تو آپ کے مزاج میں سختی ہوتی تھی، لیکن یہ بھی اعتدال کے ساتھ محض اللہ کے لیے ہوتی تھی، آپ کا جاہ وجلال، رعب ودبدبہ، ہیبت وغصہ اسلامی قوانین کی پاسداری اور دین اسلام کی آبیاری کے لیے ہوتا تھا، انسان کے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ اُسے کسی سے محبت بھی اللہ کے لیے ہو اور بغض بھی، کسی کو دے بھی تو اللہ رب العزت کی خوشنودی کے

---

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: العباس بن عبد المطلب، ج ۴ ص ۷

❷ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب فضل من شهد بدرا، رقم الحدیث: ۳۹۸۳

❸ صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم الحدیث: ۳۶۱۰

لیے اور اگر کسی سے روکے تو بھی مقصود اللہ کی رضا مقصود ہو۔

محبتِ رسول کی وجہ سے اپنے بیٹے کا وظیفہ کم مقرر کرنا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، تاریخ اسلام ہزاروں شخصیات کے کارناموں سے بھری ہوئی ہے، لیکن حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی صدا آج بھی اسی طرح گونج رہی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ وظیفہ حضرت اسامہ کا مقرر کیا، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابا جان! آپ نے اسامہ بن زید کے چار ہزار اور میرے لئے تین ہزار پانچ سو وظیفہ مقرر کیا ہے، جبکہ ان کے والد کا مقام آپ سے کچھ زیادہ نہیں ہے اور مجھ سے زیادہ ان کا مرتبہ نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بالکل نہیں:

لِأَنَّ زَيْـدَ بْـنَ حَارِثَةَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلّى الله عليه وسلم مِنْ عُـمَـرَ، وَأُسَـامَةَ بْـنَ زَيْـدٍ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلّى اللهِ عليه وسلم مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَلِذَلِكَ فَعَلْتُ. (1)

ترجمہ: ان کے والد زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور یہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ محبوب تھے، اسی وجہ سے میں نے ان کا زیادہ وظیفہ مقرر کیا۔ (جب یہ بات سنی تو) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس وظیفہ پر خوش ہو گئے جو ان کے لئے مقرر رہوا۔

پیارے بچو! دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت فرماتے تھے کہ جو لوگ حضور کو محبوب ہیں ان کا وظیفہ اپنی اولاد سے زیادہ کر دیا۔ ایک مسلمان

(1) الطبقات الكبرى: ترجمة: أسامة بن زيد، ج۸ ص ۱۷/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: أسامة بن زيد، ج۸ ص ۱۷

کی یہی شان ہے کہ کائنات کی ہر چیز سے زیادہ اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو، ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس، آپ کی ازواجِ مطہرات، اولاد اور صحابہ کرام سے محبت کرنی چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا چاہیے، اور آپ پر کثرت سے درود پڑھنا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی راہِ خدا میں سخاوت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ دولت منہ نہ تھے، تاہم انہوں نے جو کچھ خدا کی راہ میں صرف کیا وہ ان کی حیثیت سے زیادہ تھا، سن نو ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کی تیاری کی تو اکثر صحابہ نے ضروریات جنگ کے لیے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اپنے مال واسباب سے آدھا لے کر پیش کیا، یہود بنو حارثہ سے آپ کو ایک زمین ملی تھی، اس کو خدا کی راہ میں وقف کر دیا، اسی طرح سے خیبر میں ایک بہترین سیر حاصل قطعہ اراضی ملا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے ایک قطعہ زمین ملا ہے جس سے بہتر میرے پاس کوئی جائیداد نہیں ہے، آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وقف کر دو، چنانچہ حسب ارشاد نبوی فقراء اعزہ مسافر، غلام اور جہاد کے لیے وقف کر دیا۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے گورنر کو قانون کے کٹہرے میں لانا

لڑائی ختم ہوئی، تلواروں کی آوازیں بند ہوئیں، ہر طرف مقتولین کی نعشیں اور اعضاء بکھر گئے، ایمان واسلام کا علم بلند ہوا اور مسلمانوں کی فتح کا اعلان ہوا، تو مجاہدین میدانِ جنگ سے مال غنیمت جمع کرنے لگے، ان شہ سواروں میں ایک بڑا جنگ جو اور بہادر شہسوار بھی تھا، اس کو دشمن کی طرف سے بڑے زخم لگے تھے، حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ

---

[1] سنن أبي داود: كتاب الوصايا، باب ما جاء في الرجل يوقف الوقف، رقم الحديث: ۲۸۸۷

نے اس کو مالِ غنیمت میں سے اس کا حصہ دیا لیکن پورا نہیں دیا، اس مجاہد نے لینے سے انکار کیا اور مطالبہ کیا کہ اسے اس کا سارا حصہ دیا جائے، وہ رائی کا ایک دانہ بھی نہیں چھوڑے گا، اس پر حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے اس کو بیس درے لگائے اور اس کا سر مونڈ دیا، اس آدمی نے زمین پر بکھرے ہوئے اپنے بال اکٹھے کئے اسے ایک تھیلی میں ڈالا اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا، جب امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو اپنے وہ بال تھیلی سے نکالے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر دے مارے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس آدمی نے اپنا سارا قصہ ذکر کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ آتشِ غضب سے بھڑک اٹھا اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا:

سَلَامٌ عَلَیْکَ، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ أَخْبَرَنِی بِکَذَا وَکَذَا، وَإِنِّی أُقْسِمُ عَلَیْکَ إِنْ کُنْتَ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ فِی مَلَأٍ مِنَ النَّاسِ جَلَسْتَ لَهُ فِی مَلَأٍ مِنَ النَّاسِ فَاقْتَصَّ مِنْکَ، وَإِنْ کُنْتَ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ فِی خَلَاءٍ فَاقْعُدْ لَهُ فِی خَلَاءٍ فَلْیَقْتَصَّ مِنْکَ. ❶

ترجمہ: دعا و سلام کے بعد فلاں بن فلاں نے مجھے ایسا ایسا بتایا ہے، میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر تو نے یہ کام لوگوں کے بھرے مجمع میں کیا ہے تو تو بھی اس کے لئے لوگوں کے مجمع میں بیٹھ، تاکہ وہ تجھ سے اپنا بدلہ لے، اور اگر تو نے یہ کام خلوت میں کیا ہے تو تو بھی اس کے لئے خلوت میں بیٹھ تاکہ وہ تجھ سے بدلہ لے سکے۔

پیارے بچو! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا عدل دیکھئے کہ اپنے بھیجے ہوئے وزیر کے لیے سزا کا حکم جاری کر دیا، اور انصاف کی اعلی مثال قائم کر دی، ہمیں بھی عدل و انصاف سے کام کرنا چاہیے، جیسی سزا تھی ویسی جزا دی، اس سے پتہ چلا کہ کسی کی عزتِ نفس کو مجروح کرنا نہایت

❶ السنن الکبری للبیهقی: باب ما جاء فی قتل الإمام وجرحه، ج۸ص ۸۹، رقم الحدیث: ۱۶۰۲۷

قبیح فعل ہے اس سے بچنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے کسی گورنر کی طرف داری نہیں کرتے تھے، اگر ان سے کوئی لغزش ہو تو انہیں بھی قانون کے کٹھرے میں لاتے تھے، اور عوام و خواص سب کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آتے تھے۔

غیر مسلموں کو دیئے گئے امان اور مال کی حفاظت کا تاکیدی حکم

حضرت قاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: شام میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کافر کو قتل کر دیا، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا گیا تو انہوں نے یہ قصہ لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں یہ لکھا:

إِنْ كَانَ ذَاكَ مِنْهُ خُلُقًا فَقَدِّمْهُ وَاضْرِبْ عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَتْ هِيَ طَيْرَةً طَارَهَا فَأَغْرِمْهُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ. ❶

ترجمہ: اگر ذمیوں کو قتل کرنا اس مسلمان کی عادت بن گئی ہے، پھر تو اسے آگے کر کے اس کی گردن اڑا دو، اور اگر وہ طیش میں آ کر اچانک ایسا کر بیٹھا ہے تو اس پر چار ہزار کی دیت کا جرمانہ لگا دو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور اس کے امیر کو یہ خط لکھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارے کچھ ساتھی کبھی کسی کافر کا پیچھا کر رہے ہوتے ہیں، وہ کافر دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اور خود کو محفوظ کر لیتا ہے، تو پھر اس سے تمہارا ساتھی فارسی میں کہتا ہے "مترس" یعنی مت ڈر (یہ کہہ کر اُسے امان دے دیتا ہے، وہ کافر خود کو اُس مسلمان کے حوالے کر دیتا ہے) پھر یہ مسلمان اس کافر کو پکڑ کر قتل کر دیتا ہے (یہ قتل دھوکہ دے کر کیا ہے) یاد رکھو کہ "**فإن الله يعلم الألسنة**" اللہ تعالیٰ تمام زبانوں کو جانتا ہے۔ ❷

---

❶ السنن الكبرى للبيهقي: أبواب تحريم القتل، ج٨ ص ٦٠، رقم الحديث: ١٥٩٣٠

❷ السنن الكبرى للبيهقي: أبواب السير، باب كيف الأمان، ج٩ ص ١٦٣، رقم الحديث: ١٨١٨٠

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَيَّمَا رَجُلٌ دَعَا رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَأَشَارَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَدْ أَمَّنَهُ اللَّهُ. ❶

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کسی نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کسی مشرک کو امان دے دی، تو وہ اللہ رب العزت کی امان میں آ گیا، (اب اس کا قتل کرنا جائز نہیں ہے)۔

حضرت یزید بن ابی مالک رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ مسلمان جابیہ بستی میں ٹھہرے ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے، ایک ذمی نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ لوگ اس کے انگوروں کے باغ پر ٹوٹ پڑے ہیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو ان کی اپنے ایک ساتھی سے ملاقات ہوئی، جس نے اپنے ڈھال پر انگور اٹھا رکھے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ارے میاں تم بھی، اس نے کہا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ فَانْصَرَفَ عُمَرُ فَأَمَرَ لِصَاحِبِ الْكَرْمِ بِقِيمَةِ عِنَبِهِ. ❷

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! ہمیں بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی ہے (کھانے کا اور سامان نہیں تھا، گویا یہ مجبوری کی حالت تھی) یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور یہ حکم دیا کہ اس ذمی کو اس کے انگوروں کی قیمت ادا کی جائے۔

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صرف اپنی مسلمان رعایا کی ہی فکر نہیں تھی، بلکہ غیر مسلم رعایا کی جان و مال کے بارے میں بھی آپ بڑے فکر مند ہوتے تھے، اگر کسی نے

---

❶ مصنف عبد الرزاق: كتاب الجهاد، باب دعاء العدو، ج۵ ص ۲۲۲، رقم الحديث: ۹۴۳۵

❷ الأموال لابن زنجويه: باب ما يحل للمسلمين من أهل الذمة وما صولحوا عليه، ص ۳۷۹، رقم الحديث: ۶۳۱

انگلی سے اشارہ کر کے بھی کسی کافر کو امان دے دیا تو اس کا قتل کرنا اب جائز نہیں ہے۔ جب بعض مسلمانوں نے شدتِ بھوک میں ایک غیر مسلم کے باغ کے انگور کھا لئے اور آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اس کی قیمت ادا کی، اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی حکومت میں صرف مسلمانوں کی ہی جان و مال محفوظ نہیں ہوتے، بلکہ جو غیر مسلم ہمارے ملک میں معاہدہ کر کے امن کے ساتھ رہ رہے ہوں تو ان کی بھی جان و مال کی حفاظت کا حکم اسی طرح ہے جس طرح مسلمانوں کا ہے۔

جب یہودی نے کہا: آپ نے حق فیصلہ کیا ہے

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسلمان اور یہودی اپنے جھگڑے کا فیصلہ کروانے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ نے دیکھا کہ یہودی حق پر ہے، تو آپ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا، اس پر اس یہودی نے کہا: اللہ کی قسم! آپ نے حق کا فیصلہ کیا ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے (خوشی سے ہلکا سا) کوڑا مارا اور فرمایا: تجھے کس طرح پتہ چلا (کہ حق کیا ہوتا ہے؟) اس پر یہودی نے کہا:

إِنَّا نَجِدُ أَنَّهُ لَيْسَ قَاضٍ يَقْضِي بِالْحَقِّ، إِلَّا كَانَ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ، وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ يُسَدِّدَانِهِ وَيُوَفِّقَانِهِ لِلْحَقِّ، مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ. فَإِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ. [1]

ترجمہ: ہم (تورات) میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ جو قاضی حق کا فیصلہ کرتا ہے اس کے دائیں جانب ایک فرشتہ ہوتا ہے، اور بائیں جانب ایک فرشتہ ہوتا ہے، جو اُسے صحیح راستہ پر چلاتے ہیں اور اسے حق بات کا الہام کرتے ہیں، جب تک وہ قاضی حق کا فیصلہ کرنے کا عزم رکھتا ہے، جب وہ یہ عزم چھوڑ دیتا ہے تو دونوں فرشتے اسے چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

---

[1] موطا مالک: كتاب الأقضية: الترغيب في القضاء بالحق، رقم الحديث: ٢٦٦٣

بادشاہ ہو یا فقیر اسلام کا درسِ مساوات

جبلہ بن الایہم شاہِ غسان نے اپنے اسلام کا اعلان کیا اور شاہانہ انداز میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور خوش آمدید کہا، اور اس کو اونچا مقام دیا، ایک دن جبلہ بن الایہم خانۂ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا کہ بنو فزارہ کے ایک بدّو کا غلطی سے ان کے تہہ بند پر پاؤں آ گیا، تو جبلہ نے اس کے منہ پر اتنے زور سے مارا کہ اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اگلے چار دانت بھی، تو وہ بدّو امیر المؤمنین کے پاس گیا اور جبلہ کے خلاف درخواست دائر کر دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا اور اس کو سنجیدگی اور متانت سے کہا کہ یا تو تم اس کو راضی کر لو، یا پھر وہ تجھے بھی اسی طرح مارے گا جس طرح تو نے اس کو مارا ہے، جبلہ پر یہ بات گراں گزری اور غرور و نخوت میں کہنے لگا کیا تم ایک بادشاہ اور ایک عام آدمی کے درمیان امتیاز نہیں کرتے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اسلام نے تم دونوں کو یکساں کر دیا ہے، جبلہ نے کہا کہ پھر میں نصرانی ہوتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری گردن اڑاؤں گا (مرتد ہونے کی وجہ سے) جب جبلہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استقلال اور دینی صلابت دیکھی تو کل تک کے لئے مہلت طلب کر کے راتوں رات اپنی قوم کو ساتھ لے کر قسطنطنیہ بھاگ گیا اور ہرقل کے پاس چلا گیا۔ ❶

پیارے بچو! اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، اور مساوات کا درس دیتا ہے، یہ اسلام ہی کی شان ہے کہ بادشاہ اور فقیر کو ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر نماز کی ادائیگی کا حکم دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بادشاہ کی بادشاہی کی پروانہ کی اور ایک غریب کو حقوق دلانے کا سوچا، ہمیں بھی مساوات قائم رکھنی چاہیے، حق بات کے اظہار میں کبھی کسی کا ڈر یا خوف دل میں نہیں رکھنا چاہیے۔

---

❶ فتوح الشام للواقدی: ذکر فتح حمص، ج ١ ص ١٠٠

آخرت کی جواب دہی کا احساس

حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار سے گزرے، ان کے ہاتھ میں کوڑا بھی تھا، انہوں نے آہستہ سے وہ کوڑا مجھے مارا، جو میرے کپڑے کے کنارے کو لگ گیا، اور فرمایا: راستہ سے ہٹ جاؤ، جب اگلا سال آیا تو آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی مجھ سے کہا: اے سلمہ! کیا تمہارا حج کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور مجھے چھ سو درہم دیئے اور کہا:

اِسْتَعِنْ بِهَا عَلَى حَجِّکَ، وَاعْلَمْ أَنَّهَا بِالْخَفْقَةِ الَّتِي خَفَقْتُکَ، قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا ذَكَرْتُهَا، قَالَ: وَأَنَا مَا نَسِيتُهَا. ❶

ترجمہ: انہیں اپنے سفر حج میں کام لے آنا، اور یہ اس ہلکے سے کوڑے کے بدلہ میں ہے جو میں نے تم کو مارا تھا، میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! مجھے تو وہ کوڑا یاد بھی نہیں رہا، فرمایا: لیکن میں تو اِسے نہیں بھولا (یعنی میں نے مار تو دیا لیکن سارا سال یہ بات مجھے کھٹکتی رہی)۔

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آخرت کی جواب دہی کی کتنی فکر تھی کہ آپ نے صرف آہستہ سے اُسے ایک کوڑا مارا تھا کہ وہ راستے سے ہٹ جائے، لیکن آخرت کی جواب دہی اور فکر مندی کتنی تھی کہ آپ بھولے نہیں، سال بعد جب ملاقات ہوئی تو اس معمولی کوڑے کے بدلے اپنے ذاتی مال سے ۶۰۰ درہم انہیں دیئے، اس شخص کو وہ کوڑا یاد بھی نہیں رہا، لیکن آپ نہیں بھولے۔ مسلمان وہ ہے جسے اُس کی نیکی خوش کر دے اور گناہ ہو جائے تو وہ غمگین اور پریشان ہو جائے، اور اپنے کیے پر اُسے ندامت ہو۔

اپنی لغزش پر ندامت اور احساس

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینہ کی گھاٹیوں میں مضبوط قدم

---

❶ تاریخ الرسل والمملوک: سنة ثلاث وعشرين، ج ۴ ص ۲۲۴

اٹھاتے ہوئے جارہے تھے کہ آپ نے ایک گھر سے کسی آدمی کی آواز سنی جو گانا گا رہا تھا، وہاں ایک عورت بھی تھی، اور شراب بھی پڑی تھی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً اس کے گھر کی دیوار پھلانگی اور فرمایا: اے خدا کے دشمن تیرا کیا خیال ہے کیا تیرا گناہ خدا تعالی سے چھپ سکتا ہے؟ اس آدمی نے کہا اے امیر المؤمنین جلدی نہ کیجئے، اگر میں نے خدا تعالی کی ایک نافرمانی کی ہے تو آپ نے خدا کی تین نافرمانیاں کی ہیں، ایک تو آپ نے تجسس (ٹوہ لگانا) کیا، جب کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے "وَلَا تَجَسَّسُوْا" (الحجرات:۱۲) یعنی ٹوہ مت لگاؤ، دوسرا آپ دیوار پھلانگ کر آئے جبکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے "وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا" (البقرہ:۱۸۹) یعنی گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔ اور تیسری نافرمانی یہ کی کہ آپ بلا اجازت اور بغیر سلام کے اندر داخل ہوئے، حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں "لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى أَهْلِهَا" [النور: ۲۷] یعنی کسی کے گھر طلب اجازت کے بغیر داخل نہ ہو اور ان کو سلام کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی خطا کا احساس ہوا، اس سے معافی چاہی۔ آپ نے فرمایا:

فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ خَيْرٍ إِنْ عَفَوْتُ عَنْكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَاللّٰهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَئِنْ عَفَوْتَ عَنِّي لَا أَعُودُ لِمِثْلِهَا أَبَدًا، قَالَ: فَعَفَا عَنْهُ، وَخَرَجَ وَتَرَكَهُ.❶

ترجمہ: کیا تم نیکی کرو گے، اگر میں تمہیں معاف کر دوں؟ اس آدمی نے کہا کہ ہاں، اللہ کی قسم! اگر آپ نے مجھے معاف کر دیا تو میں آئندہ اس طرح کی کوئی حرکت نہیں کروں گا، آپ نے اُسے معاف کیا، نکلے اور چلے گئے، اور اس آدمی کو چھوڑ دیا۔

پیارے بچو! ہمیں بھی کسی کی ٹوہ نہیں لگانی چاہیے، ٹوہ لگانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم کسی کی پوشیدہ اور خفیہ حالت کو جاننے کے درپے ہوں، دوسروں کی پوشیدہ باتوں کو جاننے کے لیے تجسس کرنا، دوسروں کی باتیں چھپ کر سننا، کسی کی جاسوسی کرنا، یہ درست نہیں ہے۔ اس

❶ مكارم الأخلاق للخرائطي: ص ۱۵۳، رقم الحديث: ۴۴۸

طرح کسی کے گھر جائیں تو باقاعدہ اجازت لے کر جائیں، اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس آجائیں۔ اس واقعہ سے ایک اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر ہم سے کوئی غلطی ہوجائے اور پتہ چل جائے کہ واقعی یہ کام غلط تھا تو فوراً اقرارِ جرم کرلینا چاہیے اور اس کی معافی تلافی کا انتظام کرنا چاہیے۔ اپنی غلطی پر ڈٹنا نہیں چاہیے، اپنی غلطی کو صحیح ثابت کرنے کے لیے دلیلیں نہیں دینا چاہیے، بلکہ غلطی سے رجوع کرکے ندامت کا اظہار کرنا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے پر حضور کے معجزے کا ظہور

ایک غزوہ کے سفر میں جب بھوک نے مسلمان مجاہدین کو ستایا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اونٹ ذبح کرنے کی اجازت لی اور عرض کیا: یہ گوشت کھانے سے اللہ تعالی ہمیں اتنی طاقت دے دیں گے جس سے ہم منزل تک پہنچ جائیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دینے کا فیصلہ کرلیا ہے، تو عرض کیا: یا رسول اللہ! کل جب ہم بھوکے اور پیدل دشمن کا مقابلہ کریں گے تو ہمارا کیا حال ہوگا، اس لیے میری رائے یہ ہے کہ آپ مناسب سمجھیں تو لوگوں کے پاس جو توشے بچے ہوئے ہیں وہ منگوا کر جمع کرلیں اور پھر اللہ تعالی سے اس میں برکت کی دعا کریں، اللہ تعالی آپ کی دعا سے کھانے میں برکت بھی دیں گے اور منزل تک بھی پہنچا دیں گے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ان کے بچے ہوئے توشے منگوائے، تو لوگ لانے لگے، کوئی مٹھی بھر کھانے کی چیز لایا اور کوئی اس سے زیادہ، سب سے زیادہ ایک آدمی ساڑھے تین سیر کھجور لایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام چیزوں کو جمع کیا، پھر کھڑے ہوکر کچھ دیر دعا کی، پھر لشکر والوں سے فرمایا: اپنے اپنے برتن لے آؤ، پھر اس میں سے ہاتھ بھر بھر کر نکال لو، چنانچہ لشکر والوں نے اپنے تمام برتن بھر لیے اور کھانے کا جتنا سامان پہلے تھے، اتنا پھر بچ گیا، اسے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ دندان مبارک

نظر آنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں، جو بندہ ان دونوں باتوں پر ایمان رکھتا ہوگا وہ قیامت کے دن اللہ تعالی سے اس حال میں ملے گا کہ جہنم کے اس سے دور رہنے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حاضر جوابی

ایک یہودی نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ذرا یہ تو بتائیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ''وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ '' (آل عمران:۱۳۳) (اور جنت جس کی وسعت ایسی ہے جیسے آسمان اور زمین) جب سب جگہ جنت ہوگی تو جہنم کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذرا تم یہ بتاؤ جب رات آ کر ساری زمین پر چھا جاتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے؟ اس یہودی نے کہا: جہاں اللہ چاہتا ہے وہاں چلا جاتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے ہی جہنم بھی وہاں ہے جہاں اللہ چاہتا ہے، اس پر اس یہودی نے کہا: اے امیر المؤمنین! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اللہ تعالی کی نازل کردہ کتاب (تورات) میں بھی اسی طرح ہے جس طرح آپ نے فرمایا ہے۔ ❷

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت کا آگ پر ظہور

ایک دن مدینہ کے ایک پتھریلے پہاڑ میں آگ ظاہر ہوئی (غالبًا آتش فشاں پہاڑ سے لاوا ابل پڑا تھا) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت تمیم رضی اللہ عنہ سے کہا: اٹھو اور اس آگ کے بجھانے کا انتظام کرو، حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں کون ہوتا ہوں؟ اور میری کیا حیثیت ہے؟ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اصرار

---

❶ مسند أحمد: ج۲۴ ص۱۸، رقم الحدیث: ۱۵۴۴۹

❷ تفسیر ابن کثیر: سورۃ آل عمران، آیت نمبر۱۳۳ کے تحت، ج۲ ص۱۰۲

فرماتے رہے جس پر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل دیئے وہ دونوں حضرات آگ کے پاس گئے اور وہاں جا کر حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے آگ کو پیچھے کی طرف دھکیلنے لگے، یہاں تک کہ آگ گھاٹی میں اس جگہ واپس داخل ہوگئی جہاں سے نکلی تھی، آگ کے پیچھے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بھی اندر داخل ہوگئے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے (یہ ایمانی منظر) دیکھنے والا اور نہ دیکھنے والا برابر نہیں ہوسکتے۔ ❶

ایک بدو سے معافی مانگنا اور رب العالمین کے سامنے آہ وزاری کرنا

ایک آدمی نے چلّا کر کہا: اے امیر المؤمنین! میرے ساتھ چلیں، فلاں شخص نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے، میری مدد کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا دُرّہ اٹھایا اور اس کے سر پر مارا اور فرمایا تم لوگ عمر کو پکارتے ہو وہ تمہارے لئے نمائش گاہ ہے، جب وہ (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) مسلمانوں کے کسی کام میں مشغول ہوتا ہے تو تم آجاتے ہو کہ میرے ساتھ چلو، میرے ساتھ چلو، وہ آدمی غصہ سے بھرا ہوا واپس چلا گیا، (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو) فرمایا کہ اس آدمی کو بلاؤ، وہ آیا تو اس کو اپنا درّہ دیا اور فرمایا کہ مجھ سے بدلہ لے لو، اس آدمی نے کہا کہ نہیں، میں اس معاملہ کو خدا کے لئے اور آپ کے لئے چھوڑتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا نہیں ہوگا بلکہ یا تو تم اللہ کے لئے چھوڑ دو اور اس کے پاس اجر وثواب کی امید رکھو یا یہ معاملہ میرے لئے چھوڑو، میں اس کو جان لیتا ہوں، اس آدمی نے کہا کہ میں اس معاملہ کو اللہ کے لئے چھوڑتا ہوں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چلے جاؤ، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے اپنے گھر تشریف لائے اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے، آپ نے نماز شروع فرمائی، دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے اور کہنے لگے، اے ابن خطاب!

---

❶ دلائل النبوة لأبی نعیم: ج ا ص ۵۸۳، رقم: ۵۳۴/ دلائل النبوة للبیهقی: ج ٦ ص ۸۰

كُنْتَ وَضِيعًا فَرَفَعَكَ اللَّهُ، وَكُنْتَ ضَالًا فَهَدَاكَ اللَّهُ، وَكُنْتَ ذَلِيلا فَأَعَزَّكَ اللَّهُ، ثُمَّ حَمَلَكَ عَلَى رِقَابِ النَّاسِ، فَجَاءَكَ رَجُلٌ يَسْتَعْدِيكَ فَضَرَبْتَهُ، مَا تَقُولُ لِرَبِّكَ غَدًا إِذَا أَتَيْتَهُ؟ قَالَ: فَجَعَلَ يُعَاتِبُ نَفْسَهُ فِي ذَلِكَ مُعَاتَبَةً حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ. ❶

ترجمہ: تو کم حیثیت کا مالک تھا اللہ تعالی نے تجھے رفعتیں دیں، تو بے راہ تھا اللہ نے تجھے راہ دکھائی، تو ذلیل تھا اللہ نے تجھے عزت دی، پھر اللہ نے تجھ پر مسلمانوں کی ذمہ داری ڈالی، ایک آدمی آیا اس نے تجھ سے مدد چاہی مگر تو نے اس کو مارا، تو اپنے رب کو کیا جواب دے گا جب تو اُس کا سامنا کرے گا؟ احنف کہتے ہیں کہ حضرت عمر اپنی ذات کو ملامت کرنے لگے، میں جان گیا کہ آپ تمام روئے زمین کے لوگوں سے افضل ہیں۔

پیارے بچو! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جن کا غیض وغضب مشہور ہے، لیکن جب معاملہ مساوات کا آتا ہے تو ایک بدّو سے درہ لگوانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور معافی مانگتے ہیں، پھر جا کر اپنے آپ کو اپنی حیثیت یاد دلاتے ہیں، تم کیا تھے اور آج اللہ نے تمہیں کتنی عزت دی ہے، انسان کو اپنا ماضی نہیں بھولنا چاہیے، جتنی دولت اور عزت ملے اتنا ہی اللہ کا شکر ادا کریں، یا اللہ ہم اس قابل نہیں تھے جتنا تو نے ہمیں نوازا ہے، دولت اور اختیارات کے ملنے کے بعد جہاں تک ہو سکے عدل وانصاف سے کام لیں، اگر اونچ نیچ ہو جائے یا کبھی بڑائی کا خیال ذہن میں آئے تو اپنی اصلیت کو یاد کر کے اپنے نفس کو ملامت کرنا چاہیے، اور اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۴۴، ص ۲۹۲ / أسد الغابة: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۴ ص ۱۳۷

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دریائے نیل کو خط

اہل مصر قبطی مہینوں میں سے ایک مہینہ بؤونہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے اے امیر! ہمارے اس دریائے نیل کا ایک دستور چلا آرہا ہے کہ یہ اس وقت تک نہیں چلتا جب تک اس میں ایک کنواری لڑکی کو ڈال نہ دیا جائے، لوگوں نے بتایا کہ جب مہینہ کی بارہ تاریخ ہوتی ہے تو ہم ماں باپ کی کنواری لڑکی تلاش کرتے ہیں، پھر اس کے ماں باپ کو راضی کر کے اس کو اعلی سے اعلی زیورات اور عمدہ سے عمدہ پوشاک پہناتے ہیں، پھر اس لڑکی کو دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں، (اس طرح وہ چلنے لگتا ہے) یہ سن کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر غصہ کے آثار نمایاں ہوگئے اور فرمایا یہ طریقہ اسلام میں نہیں ہوگا۔ اسلام ماقبل کے تمام رائج شدہ طریقوں کو مٹاتا ہے، اور یہ ساری صورتحال لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں۔ مصر کے لوگوں نے ماہِ بؤونہ ماہِ ابیب اور ماہِ مَسری تک انتظار کیا مگر دریائے نیل میں کوئی فرق نہیں آیا، تھوڑا بہت پانی بھی اس میں نہیں آیا، یہاں تک کہ لوگوں نے وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ کرلیا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ تم نے صحیح کہا کہ اسلام ماقبل کے تمام طریقوں کو ختم کرتا ہے، میں تمہاری طرف ایک پرچہ بھیج رہا ہوں، جب میرا خط تم تک پہنچے تو اسے دریائے نیل میں ڈال دینا، جب وہ خط حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ نے وہ کھولا تو اس میں یہ لکھا تھا:

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عُمَرَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى نِيلِ مِصْرَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا تَجْرِي مِنْ قِبَلِ نَفْسِكَ فَلَا تَجْرِ، وَإِنْ كَانَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ هُوَ الَّذِي يُجْرِيكَ فَنَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يُجْرِيَكَ. (1)

---

(1) فتوح مصر والمغرب: ج ۱ ص ۱۷٦، ۱۷۷ / تاريخ مدينة دمشق: ج ۴۴ ص ۳۳۷ / البداية والنهاية: ج ۷ ص ۱۱۵

ترجمہ: بندِ خدا، امیر المؤمنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام، حمد وصلوۃ کے بعد! اگر تو اپنی طرف سے چلتا ہے تو نہ چل، اور اگر واحد قہار ذات تجھے چلاتی ہے تو ہم اللہ واحد وقہار سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ تجھے چلا دے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے صلیب سے ایک دن پہلے وہ پرچہ دریائے نیل میں ڈال دیا، اہل مصر تو وہاں سے کوچ کرنے کی تیاری کر چکے تھے، صلیب کے دن صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا اللہ تعالی نے اس کو سولہ ہاتھ کی مقدار جاری کر دیا ہے، اس سال سے یہ بری رسم ختم ہوئی۔ اور آج تک پانی کی روانی میں کمی نہیں آئی۔

پیارے بچو! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالی سے کیسا مضبوط تعلق بنایا تھا کہ ان کا حکم ہر کوئی مانتا تھا، دریا کو خط لکھنا ہماری ناقص سمجھ سے بالاتر ہے، مگر ادھر دیکھیے کہ دریا بات بھی مان لیتا ہے، یہ اُن کی کرامت تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات میں ایسا بکثرت دیکھنے کو ملتا ہے، حتی کہ جنگل کے درندوں تک سب ان کے مطیع وفرمانبردار بن گئے تھے، وجہ صرف اتنی تھی کہ انہوں نے اپنا تن من دھن سب کچھ اللہ پر قربان کر دیا تھا، اسی لیے کہا جاتا ہے:

''مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهُ'' جو اللہ کا ہو جاتا ہے، تو ساری مخلوق اُس کی خدمت میں لگ جاتی ہے، جس کا رب اُس کا سب۔

ہمیں بھی اللہ تعالی سے مضبوط تعلق قائم کرنا ہوگا، اسی کو شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ یوں بیان کرتے ہیں:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بڑا سخت قحط پڑا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

لوگوں کو لے کر شہر سے باہر گئے اور انہیں دو رکعت نماز استسقاء پڑھائی اور اپنی چادر کے دونوں کناروں کو بدلا، دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں طرف کر دیا، پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ دعا کی:

اے اللہ! ہم تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ سے بارش مانگتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس جگہ سے ہٹنے سے پہلے بارش شروع ہوگئی اور خوب بارش ہوئی، کچھ دنوں کے بعد دیہاتی لوگوں نے آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَيْنَا نَحْنُ فِيْ وَادِيْنَا فِيْ سَاعَةِ كَذَا إِذْ أَظَلَّتْنَا غَمَامَةٌ فَسَمِعْنَا مِنْهَا صَوْتًا: أَتَاكَ الْغَوْثُ أَبَا حَفْصٍ، أَتَاكَ الْغَوْثُ أَبَا حَفْصٍ. ❶

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! فلاں دن فلاں وقت ہم اپنے کھیت اور وادیوں میں تھے کہ اچانک بادل ہمارے سروں پر آگئے، ہم نے ان میں سے یہ آواز سنی، اے ابو حفص! آپ کے پاس مدد آگئی، اے ابو حفص! آپ کے پاس مدد آگئی۔ (ابو حفص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے)۔

خلیفہ وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت

ابھی جیشِ اسامہ نے مقام خندق کو بھی پار نہیں کیا تھا کہ یہ خبر قیامت اثر کانوں میں پہنچی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا، لشکر رک گیا، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے پاس جائیں اور ان سے اجازت طلب کریں کہ لوگ واپس لوٹ آئیں، کیونکہ خدشہ ہے کہ کفار مسلمانوں پر حملہ نہ کردیں اور کہیں مشرکین مسلمانوں کے قیمتی سامان کو اٹھا نہ لے

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۳۴۶/ البداية والنهاية: سنة ثمانية عشر، ج۷ ص ۹۲

جائیں، انصار کہنے لگے اگر وہ نہ مانیں تو ہم اس مہم میں چلتے رہیں گے، آپ ان کو (خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہماری طرف سے پیغام پہنچا دیں اور ان سے یہ مطالبہ کریں کہ ہمارے اس امر کا ایسے آدمی کو ذمہ دار بنائیں جو اسامہ سے زیادہ عمر والا ہو (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت کم تھی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ پیغام لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ساری بات بتائی کہ (بعض لوگوں کی چاہت ہے کہ حضرت اسامہ سے قیادت لے لی جائے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہاں کے کتے اور بھیڑیئے مجھے اٹھا لے جائیں تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہوا فیصلہ واپس نہیں لوں گا، (یعنی آپ نے جس کو لشکر کا امیر بنایا ہے میں اسے نہیں ہٹا سکتا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار نے مجھے آپ تک یہ پیغام پہنچانے کا حکم دیا ہے، وہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اسامہ کی جگہ کسی عمر رسیدہ شخص کو ہمارا امیر بنایا جائے۔ (یہ سنتے ہی) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شیر کی طرح جھپٹے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی اور پکار کر فرمایا اے ابن خطاب!

ثكلتك أمك وعدمتك يا ابن الخطاب استعمله رسول الله صلى الله عليه وسلم وتأمرني أن أنزعه فخرج عمر إلى الناس فقالوا له ما صنعت فقال امضوا ثكلتكم أمهاتكم ما لقيت في سببكم اليوم من خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم. ❶

ترجمہ: تیری ماں تجھے روئے، کیا تم مجھے ایسے شخص کو معزول کرنے کا کہتے ہو جس کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا والی بنایا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خجالت کے آثار لئے واپس مڑے اور انصار کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا کہ کیا ہوا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

❶ تاريخ مدينة مدشق: باب ذكر النبي صلى الله عليه وسلم أسامة قبل الموت، ج۲ ص۵۰ / مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج۱ ص ۱۷۱

نے فرمایا کہ اپنے کام میں لگے رہو، تمہاری مائیں تم پر روئیں، آج مجھے تمہاری وجہ سے خلیفہ رسول سے ڈانٹ پڑی ہے۔

پیارے بچو! انصار کی بات کو لے کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانا اور ان کو معلومات فراہم کرنا اور اس پر ان سے ڈانٹ پڑنا کوئی معمولی بات نہیں، مگر جہاں معاملہ اطاعتِ امیر کا آیا کیسے مزے سے ڈانٹ پی لی، ہمیں بھی اگر ہمارا کوئی بڑا ڈانٹے تو کبھی بھی بددل نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اس ڈانٹ کو پی لینا چاہیے، کیونکہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ بندہ ایسی ڈانٹ کے لیے ترستا ہے اور یہ ڈانٹ ملتی نہیں، اساتذہ یا والدین کی ڈانٹ پر ان کے خلاف نہیں ہو جانا چاہیے، بلکہ اُسے میٹھا گھونٹ سمجھ کر پی لینا چاہیے۔ انہیں ہم سے کوئی دشمنی نہیں ہوتی، بلکہ وہ ہماری خیر خواہی کے لیے ایسا کرتے ہیں۔

اللہ نے ہمیں عزت اسلام کے ذریعے دی ہے

جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ملک شام میں تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور صحابہ بھی چل رہے تھے، چلتے چلتے راستہ میں پانی کا ایک گھاٹ آ گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے، وہ اونٹنی سے نیچے اترے اور موزے اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لیے اور اپنی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر اس گھاٹ میں سے گزرنے لگے، حضرت ابوعبیدہ نے یہ صورتحال دیکھ کر عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ یہ کیا کر رہے ہیں کہ موزے اتار کر کندھے پر رکھ لیے ہیں اور اونٹنی کی نکیل پکڑ کر اس گھاٹ میں گزرنے لگے ہیں؟ مجھے اس بات سے بالکل خوشی نہیں ہوگی کہ اس شہر والے آپ کو اس حالت میں دیکھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ کی اس بات کو سن کر فرمایا: افسوس اے ابوعبیدہ! اگر آپ کے علاوہ کوئی اور یہ بات کہتا تو میں اسے ایسی سخت سزا دیتا، جس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کو عبرت ہوتی، ہم تو

سب سے زیادہ ذلیل قوم تھے، اللہ تعالی نے ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت عطا فرمائی، اب جس اسلام کے ذریعہ اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی ہے ہم جب بھی اس کے علاوہ کسی اور چیز سے عزت حاصل کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالی ہمیں ذلیل کر دیں گے۔ ❶

پیارے بچو! عزت لباس، کھانے پینے، عیش وعشرت اور خواہشات پر چلنے سے نہیں ملتی، بلکہ عزت اللہ تعالی نے دین اسلام میں رکھی، اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کرنے سے عزت ملتی ہے، عزت اعمال سے ہے مال ودولت سے نہیں، جس قدر دین پر چلیں گے تو اللہ رب العزت آپ سے محبت کرے گا اور پھر اللہ رب العزت لوگوں کے دلوں میں بھی آپ کی محبت ڈال دے گا۔ آپ کے نیک اعمال کی وجہ سے والدین، اساتذہ اور عزیز واقارب بھی آپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامت

جمعہ کا دن تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اپنی بلند آواز کے ساتھ وعظ ونصیحت کر رہے تھے، اچانک پکار کر کہنے لگے اے ساریہ! پہاڑ کو لازم پکڑو، جس نے بھیڑیئے کو بکریوں کا نگران بنایا اس نے ظلم کیا، یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی، لوگ حیران وسرگرداں ہوئے اور بزبانِ حال کہنے لگے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیا ہوا؟ اور ساریہ بن زنیم یہاں کہاں؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے اترے، لوگ آپ کے اردگرد جمع ہو گئے اور اس کا سبب پوچھنے لگے، آپ نے فرمایا کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ ہمارے بھائی ان مشرکین سے جنگ ہار رہے ہیں اور ہمارے مسلمان بھائی اس وقت ایک پہاڑ سے گزر رہے ہیں، اگر وہ اس پہاڑ کی پناہ میں آجائیں اور پہاڑ کو اپنی پشت پر رکھ کر ڈٹ جائیں تو ایک ہی جانب سے ان کے ساتھ قتال کریں گے، اور پہاڑ کے پیچھے بھی نظر رکھ کر مقابلہ

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۴۴ ص ۵

کریں، ایک مہینہ گزرا تو یہ خوشخبری آ گئی کہ مشرکین شکستِ فاش سے دوچار ہو گئے، آنے والوں نے بتایا کہ ہم نے دورانِ جنگ یہ آواز سنی کہ اے ساریہ! پہاڑ پر جمے رہو، تین مرتبہ، تو ہم نے اسی وقت پہاڑ کو اپنی پناہ گاہ بنایا، پس اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست سے دوچار کیا۔ ❶

پیارے بچو! آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی انسان اتنی ترقی نہیں کر سکا کہ بیٹھا ایک جگہ ہو اور اسے بغیر کسی واسطے کے دوسری جگہ کے حالات سے آگاہی ہو، اُن کی کرامت تھی جو انہیں اللہ کی طرف سے عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے درمیان کے پردے ہٹا دیئے اور انہیں نظر آنے لگا، جب انسان اللہ کا فرماں بردار ہوتا ہے تو بسا اوقات اللہ رب العزت اس کی منشا کے مطابق ہوا، پانی، مٹی اور آگ پر اُس کا حکم جاری کر دیتا ہے، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا حکم پانی یعنی دریائے نیل پر جاری ہوا۔ اور اس واقعہ میں ''ہوا'' پر کہ ہوا نے ان کی آواز وہاں تک پہنچائی، اور مدینہ میں آگ لگی تو ان کے حکم سے چادر ڈالنے سے آگ بجھ گئی، اور زمین پر زلزلہ آیا تو ان کے دُرّہ مارنے سے ختم ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور نماز کی فکر

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا تو ان پر غشی طاری ہونے لگی، کسی نے کہا: اگر یہ زندہ ہیں تو پھر یہ نماز کے نام سے جتنی جلدی گھبرا کر اٹھیں گے اتنی جلدی اور کسی چیز کے نام سے نہیں اٹھیں گے، لہذا کسی نے کہا:

اَلصَّلَاةَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، الصَّلَاةُ قَدْ صُلِّيَتْ، فَانْتَبَهَ فَقَالَ: اَلصَّلَاةُ هَاءَ اللهِ إِذًا، وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ قَالَ: فَصَلَّى وَإِنَّ جُرْحَهُ لَيَثْعَبُ دَمًا. ❷

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: سارية بن زنيم، ج ۲۰ ص ۲۴/ أسد الغابة: ج ۲ ص ۳۸۰/ طبقات الشافعية الكبرى: ومن الكرامات على يد أمير المؤمنين عمر الفاروق، ج ۲ ص ۳۲۴

❷ الطبقات الكبرى: ذكر استخلاف عمر رضى الله عنه، ج ۳ ص ۳۵۰

ترجمہ: امیر المؤمنین! نماز ہوچکی ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً ہوش میں آ گئے اور فرمایا: نماز، اللہ کی قسم! جس نے نماز چھوڑ دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ پس آپ نے نماز پڑھی، اس حال میں کہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

ایمان امید اور خوف کے درمیانی حالت کا نام ہے

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے، فرمایا:

لَوْ نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ دَاخِلُونَ الْجَنَّةَ كُلُّكُمْ أَجْمَعُونَ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا، لَخِفْتُ أَنْ أَكُونَ هُوَ، وَلَوْ نَادَى مُنَادٍ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ دَاخِلُونَ النَّارَ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا، لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ هُوَ. ❶

ترجمہ: اگر آسمان سے کوئی منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! تم سب کے سب جنت میں جاؤ گے مگر ایک آدمی جنت میں نہیں جائے گا، تو مجھے امید ہوگی کہ وہ آدمی میں ہی ہوں گا، اور اگر منادی یہ اعلان کرے کہ اے لوگو! ایک آدمی کے سوا تم سب دوزخ میں جاؤ گے تو مجھے اندیشہ ہوگا کہ وہ آدمی کہیں میں ہی نہ ہوں۔

پیارے بچو! اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہرگز نہیں ہونا چاہیے اور اسی طرح اپنی عبادت اور ریاضت پر فخر کرکے بالکل غافل بھی نہیں ہونا چاہیے، بلکہ ایمان تو نام ہی خوف اور امید کے درمیانی حالت کا ہے۔

مستحقین کی امداد کے لئے اپنا کرتا اتار کر دے دیا

ایک مرتبہ ایک بدو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

يَا عُمَرَ الْخَيْرِ جُزِيتَ الْجَنَّهْ جَهِّزْ بُنَيَّاتِي وَاكْسُهُنَّهْ
أُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتَفْعَلَنَّهْ

---

❶ حلية الأولياء: ج ۱ ص ۵۳

ترجمہ: اے عمر! لطف اگر ہے تو جنت کا لطف ہے، میری لڑکیوں اوران کی ماں کے لیے نئے کپڑوں کا انتظام کردے، میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ ایسا ضرور کرنا۔

اس کا یہ سوال سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں تمہارا کہنا نہ مانوں تو کیا ہوگا؟ اس بدو نے عرض کیا:

وَاللّٰهِ عَنْ حَالِي لَتُسْأَلَنَّهُ ثُمَّ تَكُونُ الْمَسْأَلَاتُ عَنَّهُ
وَالْوَاقِفُ الْمَسْئُولُ بَيْنَهُنَّهُ إِمَّا إِلَى نَارٍ وَإِمَّا جَنَّهُ

ترجمہ: ''تجھ سے قیامت میں میرے متعلق سوال ہوگا اور تو ہکا بکا رہ جائے گا، پھر یا تو دوزخ کی طرف تیرا جانا ہوگا یا جنت کی طرف۔''

اس کے یہ اشعار سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ میرا یہ کرتا اس کو دے دو، اس وقت اس کے سوا کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے۔ ❶

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور مستحقین پر کتنا خرچ کرتے تھے، آپ کی سخاوت صرف اپنوں کے لیے نہیں بلکہ غیروں کو بھی نوازتے تھے، دیکھیں آپ میں ایثار و ہمدردی کا کتنا جذبہ ہے کہ اپنے جسم کا لباس اتار کر انہیں دے دیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ مستحقین کو خالی ہاتھ نہ لوٹائیں، کچھ نہ کچھ حسبِ توفیق اُن کے ساتھ تعاون کریں، غریبوں کی دعائیں انسان کو وہ مقام دلا دیتی ہیں جہاں انسان بسا اوقات اپنی عبادت سے نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست

سرِ راہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے ساتھ کھڑے ہوگئے، جس کا حال یہ تھا کہ

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۳۴۹، ۳۵۰/ أسد الغابة: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۶۶۲

سر کے بال پراگندہ، رخساروں کی ہڈیاں نظر آرہی تھیں اور سفر کے آثار اور تکان نمایاں تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟ اس آدمی نے کہا کہ میرا نام ''جمرۃ'' (انگارہ) ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کس کا بیٹا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں ''شہاب'' (شعلے) کا بیٹا ہوں، حضرت عمر نے پوچھا تو کس قبیلہ کا ہے؟ اس نے کہا میں ''حُرقۃ'' (سوزش) قبیلہ سے تعلق رکھتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہاری سکونت کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میں مدینہ کے قریب ایک جگہ ''حرۃ النار'' (آگ کی حرارت) کی جگہ میں رہتا ہوں، آپ نے پوچھا کہ وہاں کس جگہ ہے؟ اس نے کہا کہ ''ذات لظی'' (بھڑکنے والی آگ) میں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَدْرِکْ أَهْلَکَ فَقَدِ احْتَرَقُوا. قَالَ: فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. ❶

ترجمہ: جاؤ! اپنے گھر کی خبر لو سارے جل گئے ہیں، اس نے جا کر دیکھا تو واقعی ایسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ نام اچھے رکھنے چاہئیں، معانی کا اثر ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعب ودبدبہ

ایک مرتبہ قریش کی کچھ عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے دوران اپنی آواز کو اونچا کر رہی تھیں، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر وہ عورتیں پردہ میں چھپ کر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر حاضر ہوئے

❶ موطأ مالک: باب ما یکره من الأسماء، ج ۲ ص ۹۷۳، رقم: ۲۰۵۰/ الإصابة فی تمییز الصحابة: ترجمة: جمرة بن شهاب، ج ۱ ص ۶۳۸

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسکراتے دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا دی: ''أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ'' (اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی آپ کو ہنساتا رہے)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تو ان عورتوں پر تعجب ہوا کہ یہ میرے پاس بیٹھی تھیں، جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو گھبرا کر پردہ تلاش کرنے لگ پڑیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں، پھر ان عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے اپنی جان کی دشمن عورتوں! تم مجھ سے ڈرتی ہو لیکن اللہ کے رسول سے نہیں ڈرتیں، عورتوں نے جواب دیا: ہاں، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت اور گرم مزاج ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، (اے عمر) شیطان تجھے دیکھ کر اپنا راستہ تبدیل کر لیتا ہے۔ ❶

پیارے بچو! اللہ رب العزت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رعب و دبدبہ عطا فرمایا تھا، آپ جس راستے پر چلتے اس راہ پر شیطان نہیں آتا تھا۔ مردوں، عورتوں، بچوں، اپنوں اور غیروں سب پر آپ کی ایک ہیبت طاری تھی، انسان جس قدر اللہ تعالی کا فرماں بردار ہوتا ہے اللہ تعالی اسے اس قدر رعب و ہیبت عطا فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب اتنا تھا کہ ایک مہینے کی مسافت پر آپ کا رعب ظاہر ہوتا تھا، رعب چیخنے، چلانے اور شور شرابے سے نہیں ہوتا، بلکہ تقوی اور خوفِ خدا کے ذریعے سے عزت و جلال عطا ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وسعت علم

ایک مرتبہ ایک یہودی آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے میر المؤمنین!

---

❶ صحيح البخاري: كتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، رقم الحديث: ۳۲۹۴

تمہاری کتاب میں ایک آیت ایسی ہے جس کو تم پڑھتے ہو، اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن قرار دے دیتے، حضرت عمر نے اس آیت کے متعلق دریافت کیا، تو یہودی نے کہا: وہ آیت یہ ہے:

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ (المائدۃ:۳) (آج ہم نے تمہارے لیے دین کامل کر دیا، اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس جگہ اور اس دن کا بھی علم ہے جہاں یہ آیت نازل ہوئی، یہ آیت یوم عرفہ کو جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ ❶

ایک نصرانی راہب کی عبادت ومشقت کو دیکھ کر آپ کا رونا

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کسی راہب کے گرجا گھر کے پاس سے گزر ہوا تو وہاں رُکے اور راہب کو آواز دی، راہب کو بتایا گیا کہ امیر المؤمنین آئے ہیں، وہ دوڑتا ہوا آیا، وہ مختلف ریاضتوں اور ترکِ دنیا کی وجہ سے بہت نحیف اور کمزور ہو چکا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی شکستہ حالت دیکھی تو رونے لگے، آپ سے کسی نے کہا کہ یہ تو نصرانی ہے، آپ نے فرمایا کہ ہاں میں بھی جانتا ہوں، لیکن مجھے اس کی حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ گیا "عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصۡلٰی نَارًا حَامِیَةً" (الغاشیہ:۳،۴) مصیبت جھیلنے والے خستہ ہوں گے، آتشِ سوزاں میں داخل ہوں گے۔ مجھے اس کی مشقت ومحنت پر رحم آیا حالانکہ یہ دوزخ میں جانے والا ہے۔ ❷

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الإیمان، باب زیادۃ الإیمان ونقصانہ، رقم الحدیث: ۴۵

❷ مناقب أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب: ص ۱۹۰ / تفسیر ابن کثیر: ج۸ ص ۳۷۶/ کنز العمال: ج۲ ص ۵۵۰، رقم: ۴۷۰۳

پیارے بچو! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نصرانی کو دنیا کی مشقتیں (جنہیں وہ ثواب کا باعث سمجھ کرنادانی میں کر رہا تھا) دیکھ کر رونا آ گیا، آج ہمارے کتنے مسلمان بھائی روز بروز دین سے بے زار ہوتے جا رہے ہیں، کتنے ہیں جو اعمال کی سستی کا شکار ہیں، ہمیں بھی ان کے لیے پریشان اور فکر مند ہونا چاہیے کہ ہمارے پیارے کیوں اللہ تعالی سے دور ہو رہے ہیں اور کیوں وہ اللہ کی ناراضگی کو مول رہے ہیں، ان کے لیے دعائیں بھی کرنی چاہئیں اور انہیں نیک اعمال کی ترغیب بھی دینی چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خواب

۱......ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خواب کا حال سناتے ہوئے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے لایا جا رہا ہے، ان پر مختلف قسم کی قمیصیں ہیں، بعض کی قمیصیں چھاتی تک ہیں اور بعض کی اس سے بھی چھوٹی ہیں، اس دوران عمر بن خطاب کو بھی میرے سامنے لایا گیا، اس کی قمیص اتنی لمبی تھی کہ وہ اسے گھسیٹتے ہوئے آ رہے تھے، لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس کی کیا تعبیر کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد دین داری ہے۔ ❶

۲......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دودھ کا ایک پیالہ مجھے پیش کیا گیا اور میں نے اس میں سے پیا، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ میرے ناخنوں کے نیچے تک سیرابی ہو چکی ہے، تو پھر میں نے باقی ماندہ دودھ حضرت عمر کو دے دیا، لوگوں نے اس کی تعبیر دریافت کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد علم ہے۔ ❷

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الإیمان، باب تفاضل أهل الإیمان فی الأعمال، رقم الحدیث: ۲۳

❷ صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب من فضائل عمر رضی الله عنه، رقم الحدیث: ۲۳۹۱

پیارے بچو! دیکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خوابوں میں آپ کا تذکرہ فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر کی قمیص اتنی لمبی ہے کہ وہ گھسیٹتے ہوئے لے جارہے ہیں، آپ نے اس کی تعبیر دین داری سے بیان کی۔ اور دوسرے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بچا ہوا دودھ حضرت عمر کو دیا اور فرمایا کہ اس کی تعبیر علم کے ساتھ ہے، تو گویا اللہ رب العزت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علوم نبوت سے نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دونوں چیزیں عطا فرمائیں: علم و عمل۔ دین پر مکمل چلنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ عزت ومقام، رعب و دبدبہ، جاہ وجلال اور سلطنت وخلافت عطا کی جس کی مثال تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی۔

آخرت سے متعلق آیات سن کر آپ کی کیفیت

ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار تھے، مدینہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے اور لوگوں کے حالات کی خبر گیری کر رہے تھے، آپ کا گزر ایک انصاری آدمی کے گھر کے پاس سے ہوا، آپ نے دیکھا وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہے، آپ اس کی قرأت سننے کے لئے رُک گئے، اس انصاری آدمی نے یہ آیات پڑھیں:

وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ. (الطور: ۱ تا ۸)

ترجمہ: قسم ہے طور (پہاڑ) کی اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہوئی ہے، اور قسم ہے بیت المعمور کی اور قسم ہے اونچی چھت کی (مراد آسمان ہے) اور قسم ہے دریائے شور کی جو (پانی سے) پر ہے، بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا، کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔

(یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ربِ کعبہ کی قسم! یہ بات حق ہے، پھر

سواری سے نیچے اترے اور گھر کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا لی اور کچھ دیر تک متوقف رہے:

فرجع إلى منزله فمرض شهرا يعوده الناس لا يدرون ما مرضه. ❶

ترجمہ: پھر اپنے گھر واپس لوٹ آئے، پھر ایک مہینہ تک بیمار پڑے رہے، لوگ عیادت کے لئے آتے مگر کسی کو آپ کی بیماری سمجھ میں نہ آتی تھی۔

پیارے بچو! ایمان والوں کی صفات بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال میں فرمایا:

وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا. (الأنفال: ٢)

ترجمہ: اور جب مومنین پر (قرآن کی) آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

دیکھیے کہ عذاب کی آیتیں سن کر کیسا اثر ہوا کہ ایک ماہ تک بیمار رہے، آج ہم قرآن پڑھ تو لیتے ہیں مگر اثر نہیں ہوتا، وجہ یہ ہے کہ معصیت اور گناہوں سے ہمارے دل کالے ہوگئے ہیں اس لیے ہمیں حلاوت محسوس نہیں ہوتی، ہمیں ہر روز توبہ کر کے گناہوں کی ظلمت کو دور کرنے کی ضرورت ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کہیں تلاوت ہو رہی ہو تو خاموشی سے اس کی طرف متوجہ ہو کر سننا چاہیے۔

اوّلیات عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں جو نئی اصطلاحات اور احکامات ایجاد کیے، مورخین انہیں ''اولیات عمر'' سے تعبیر کرتے ہیں، ان کی فہرست یہ ہے:

۱...... بیت المال کا نظام قائم کیا۔

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص۳۰۸/ مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج۱۸ ص۳۳۴

۲......عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کیے۔

۳......تاریخ اور سن قائم کیا جو آج تک جاری ہے۔

۴......امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا۔

۵......فوجی دفتر قائم کیے۔

۶...... پیمائش کا طریقہ جاری کیا۔

۷......مردم شماری کرائی۔

۸......نہریں کھدوائیں۔

۹......شہر آباد کرائے۔

۱۰......ممالک کو صوبوں میں تقسیم کیا۔

۱۱......دریا کی پیداوار وغیرہ پر محصول لگایا۔

۱۲......حربی تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی۔

۱۳......جیل خانہ قائم کیا۔

۱۴......درے کا استعمال کیا۔

۱۵......راتوں کو گشت کر کے رعایا کا حال معلوم کرنے کا طریقہ نکلا۔

۱۶...... پولیس کا محکمہ قائم کیا۔

۱۷......فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔

۱۸...... پرچہ نویس مقرر کیے۔

۱۹......مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے آرام کے لیے چوکیاں اور سرائے بنوائے۔

۲۰......راہ پر پڑے ہوئے بچوں کی پرورش کے لیے وظیفے مقرر کیے۔

۲۱......قاعدہ بنایا کہ اہل عرب غلام نہیں بنائے جا سکتے۔

۲۲......مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر کیے۔

۲۳......مکاتب قائم کیے۔

۲۴......حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے باصرار کلام اللہ کی تدوین کرائی۔

۲۵......قیاس کا اصول قائم کیا۔

۲۶......فرائض میں عول کا مسئلہ ایجاد کیا۔

۲۷......غزلیہ اشعار میں عورتوں کے نام لینے سے منع کیا۔

۲۸......نماز تراویح جماعت سے قائم کروائی۔

۲۹......شراب کی حد اسی کوڑے مقرر کی۔

۳۰......بنی تغلب کے عیسائیوں پر جزیہ کے بجائے زکوۃ مقرر کی۔

۳۱......وقف کا طریقہ ایجاد کیا۔

۳۲......نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کرایا۔

۳۳......مساجد میں وعظ کا طریقہ جاری کیا۔

۳۴......اماموں اور موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔

۳۵......مسجدوں میں روشنی کا انتظام کیا۔

۳۶......ہجو کہنے والے کے لیے تعزیری سزا مقرر کی۔ (1)

گورنر وقت کے بیٹے کو سرِ عام سزا دینا

ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فریاد لے کر آیا، اس کی آنکھوں سے آنسو سیلاب کی طرح رواں تھے، اپنے ظلم پر دادرسی کے لئے کہنے لگا، اے امیر المؤمنین! میں ظلم سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے غصہ ظاہر

---

(1) تاریخ الخلفاء: ترجمة: عمر بن الخطاب، ص ۱۱۰، ۱۱۱

ہوا، فرمایا کہ تم مطمئن رہو، تجھے پناہ مل گئی ہے، یعنی تو نے ایسے آدمی سے التجا کی ہے جو تیری حفاظت کرے گا، اس آدمی نے روتے ہوئے کہا کہ میرا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے دوڑ کا مقابلہ ہوا میں دوڑ میں اس پر غالب آیا، تو وہ مجھے کوڑے سے مارنے لگا اور مجھے کہنے لگا کہ میں ابن الاکرمین (دو معزز آدمیوں کا بیٹا) ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حاضر ہونے کا حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہو، چنانچہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آئے، ان کے پیچھے پیچھے ان کے بیٹے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ مصری شخص کہاں ہے؟ وہ آدمی کانپتے ہوئے آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کوڑا لو اور اس کو مارو، اس آدمی نے وہ کوڑا پکڑا، اس کو گھمایا پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی کمر پر مارنا شروع کیا، جس کو کھجور کے ایک تنہ کے ساتھ باندھا گیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مصری آدمی کے برابر کھڑے اس کو فرما رہے تھے کہ مارو اس ابن الاکرمین کو، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا گواہ ہے، اس آدمی نے اس کو مارا اور ہم اس کے مارنے کو پسند کر رہے تھے، وہ مسلسل مارتا رہا یہاں تک ہم نے تمنا کی اب یہ اس کو چھوڑ دے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب عمرو کے سر پر بھی کوڑے لگاؤ، وہ آدمی کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین! مجھے صرف اس کے بیٹے نے مارا تھا اور میں نے اس سے بدلہ لے لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

مُذْ کَمْ تَعَبَّدْتُمُ النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْهُمْ أُمَّهَاتُهُمْ أَحْرَارًا.

ترجمہ: تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنا لیا ہے، ان کی ماؤں نے تو ان کو آزاد جنا تھا؟

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے سر جھکاتے ہوئے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! مجھے تو اس واقعہ کی خبر بھی نہیں تھی اور نہ یہ میرے پاس آیا۔ ❶

---

❶ فتوح مصر والمغرب لابن عبد الحکم: ج ۱ ص ۱۹۵ / حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة: ج ۱ ص ۵۷۸

پیارے بچو! دین اسلام ہمیں مساوات کا درس دیتا ہے، حسب نسب سے کوئی شرافت یا فضیلت نہیں بلکہ صرف تقوی کے اعتبار سے ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا انصاف دیکھئے کہ ایک مصری شخص کو کیسے انصاف دلوایا جارہا ہے، یہی تو اسلام کا امتیاز ہے وگرنہ دوسرے مذاہب میں لوگ مال، دولت، رشوت دے کر جان چھڑا دیتے ہیں، مگر یہ اسلام کی حقانیت ہے کہ یہاں بادشاہ وفقیر سب کو انصاف ملتا ہے۔ یہ عدلِ فاروقی کو روشن مثال ہے کہ ایک گورنر کے بیٹے کو سرعام سزا دی گئی۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کوشاں رہنا چاہیے اور اللہ تعالی سے اسلامی نظام کی بہاریں مانگنی چاہئیں، جب اسلامی نظام آئے گا، اور عین شریعت کے مطابق فیصلے ہوں گے تو یہاں بھی وہی بہاریں ہوں گی جو خلفائے راشدین اور قرونِ اولی کے دور میں تھیں، اور نظام عالم کا امن صرف وصرف اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہے، جہاں امیر وقت اور ایک عام بندہ ایک ہی کٹھرے میں کھڑے کیے جائیں اور عدل وانصاف فوری فراہم کیا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چھ عمدہ نصائح

۱......جو آدمی زیادہ ہنستا ہے اس کا رُعب کم ہوجاتا ہے۔

۲......جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگ اس کو ہلکا اور بے حیثیت سمجھتے ہیں۔

۳......جو باتیں زیادہ کرتا ہے اس کی لغزشیں زیادہ ہوجاتی ہیں۔

۴......جس کی لغزشیں زیادہ ہوجاتی ہیں اس کی حیا کم ہوجاتی ہے۔

۵......جس کی حیا کم ہوجاتی ہے اس کی پرہیزگاری کم ہوجاتی ہے۔

۶......جس کی پرہیزگاری کم ہوجاتی ہے اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے۔ [1]

---

[1] روضة العقلاء ونزهة الفضلاء: باب ذكر على لزوم الصمت وحفظ اللسان: ص ۴۱

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادگی اور دشمنوں پر ہیبت

قیصر نے اپنا ایک قاصد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حال واحوال معلوم کرنے کے لئے بھیجا، جب وہ قاصد مدینہ آیا تو دیکھا کہ یہاں تو کوئی محل وغیرہ نہیں ہے اور نہ ایسا کوئی گھر ہے جس سے پتہ چلے کہ یہاں کوئی بادشاہ رہتا ہے، مدینہ کے لوگوں سے پوچھا تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہمارا بادشاہ تو کوئی نہیں ہے، ہاں البتہ ہمارے ایک امیر ہیں جو اس وقت مدینہ سے باہر کہیں گئے ہوئے ہیں، وہ قاصد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلا تو ایک جگہ دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمین کو فراش بنائے ایک درخت کے سایہ میں سورہے ہیں، اپنا سر اپنے درّہ پر رکھا ہے اور آس پاس کوئی پہرے دار بھی نہیں ہے، جب اس نے یہ حالت دیکھی تو دل میں ہیبت بیٹھ گئی، یہ ایسا آدمی ہے کہ بادشاہوں کو اس کی ہیبت اور رعب کی وجہ سے چین نہیں آتا، اور اس کی ظاہری حالت یہ ہے، اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا: اے عمر! واقعی تو نے لوگوں میں عدل قائم کیا، ان کو امن دیا تبھی تو آرام کی نیند سو رہا ہے، اس کے مقابلہ میں ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے، ہر وقت خوف اس کے سر پر سوار رہتا ہے، راتوں کو نیند نہیں آتی، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا دین دینِ حق ہے، اگر قاصد بن کر نہ آیا ہوتا تو ضرور اسلام لے آتا، البتہ میں واپس جا کر مسلمان ہو جاؤں گا۔ ❶

پیارے بچو! ایک وقت تھا کہ دنیا کی طاقتیں جنہیں آج کل ہم سپر پاور کہہ سکتے ہیں، مسلمانوں سے ڈرتی تھیں، اسلام کی ہیبت ان کے دلوں میں تھی، مسلمانوں سے وہ ہمیشہ خوفزدہ رہتے تھے مگر آج نوبت بایں جارسد کہ مسلمان اپنے آپ کو مسلمان کہتے شرماتا ہے، اسلامی تعلیمات کو مکمل طور پر اپنایا تو اللہ نے انہیں مقام و مرتبہ اور عزت عطا فرمائی، جب کہ ہم نے حقیقی کامیابی جو کہ اسلامی تعلیمات میں پوشیدہ تھی اسے چھوڑ کر غیروں کا طریقہ اپنانا

---

❶ أخبار عمر: ص ۳۲۸/لن تلقى مثل عمر: ج ۲ ص ۲۶۱

شروع کردیا، تو روز بروز مسائل اور پریشانیوں میں گرتے گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کا عدل ایسا ہے کہ دنیا کی تاریخ اس کی نظیر لانے سے قاصر ہے، اگر ہم بھی امن چاہتے ہیں اور اسلام کا بول بالا چاہتے ہیں تو پھر تمام طریقوں سے ہٹ کر صرف وصرف اسلامی تعلیمات کو اپنانا ہوگا، اپنی ذات سے لے کر اپنے معاشرے تک کی اصلاح صرف وصرف اسلام میں ہے، اس لیے اسلام کو عملی جامہ پہنانا ہوگا، آج اگر باطل والے بظاہر عروج اور ترقی پر ہیں تو اس کے پیچھے بھی اسلامی تعلیمات ہیں، کیونکہ جب ہم نے اسلام کو چھوڑا تو ان پیاری تعلیمات کو انہوں نے اپنایا تو دنیاوی اعتبار سے کامیابی حاصل کی، ہم نے اعراض کیا تو اس وجہ سے پستیوں میں گر گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

امام شَعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمر اور حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہما کے درمیان (کھجور کے ایک درخت کے بارے میں) نزاع ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آؤ ہم آپس کے فیصلے کے لیے کسی کو ثالث مقرر کرلیتے ہیں۔ چنانچہ ان دونوں حضرات نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنا ثالث بنالیا۔ یہ دونوں حضرات حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کردیں۔ (اور امیر المؤمنین ہوکر میں خود آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ قاعدہ یہ ہے کہ) فیصلہ کروانے والے خود ثالث کے گھر جایا کرتے ہیں۔ جب دونوں حضرات حضرت زید کے پاس اندر داخل ہوئے، تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر کے سرہانے بٹھانا چاہا اور یوں کہا: اے امیر المؤمنین! یہاں تشریف رکھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: یہ پہلا ظلم ہے جو آپ نے اپنے فیصلہ میں کیا ہے، میں تو اپنے فریق مخالف کے ساتھ بیٹھوں گا۔

حضرت اُبی نے اپنا دعویٰ پیش کیا، جس کا حضرت عمر نے انکار کیا۔ حضرت زید نے حضرت اُبی سے کہا: قاعدہ کے مطابق انکار کرنے پر مُدَّعیٰ علیہ کو قسم کھانی پڑتی ہے، لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ امیر المؤمنین کو قسم کھانے کی زحمت نہ دیں، اور میں امیر المؤمنین کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ درخواست نہیں کرسکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس رعایت کو قبول نہ کیا بلکہ) قسم کھائی اور قسم کھا کر کہا:

لا یدرک زید بن ثابت القضاء حتی یکون عمر ورجل من عرض المسلمین عنده سواء. ❶

ترجمہ: زید (صحیح) قاضی تب بن سکتے ہیں جب کہ ان کے نزدیک عمر اور ایک عام مسلمان برابر ہو۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف کس قدر ہے کہ اپنے لیے یہ خصوصیت نہیں رکھی کہ میں فیصلہ کرنے والے کے ساتھ بیٹھوں، حالاں کہ اس وقت آپ مسلمانوں کے امیر المؤمنین تھے، اور آپ کا مقام فیصلہ کرنے والے سے بلند و بالا ہے، لیکن اس کے باوجود اپنے فریق کے ساتھ بیٹھے، جب فیصلہ کرنے والے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ کو قسم سے مستثنیٰ کرنا چاہا تو فرمایا: نہیں، میں قسم کھاؤں گا، اس لیے کہ شریعت کا اصول ہے کہ مدعی کے ذمے گواہ پیش کرنا ہے، اور مدعا علیہ کے ذمے قسم کھانا ہے، چونکہ مدعی کے پاس گواہ نہیں تھے تو آپ نے قسم کھائی اور فیصلہ آپ کے حق میں ہوا۔ دیکھیں آپ ۲۲ لاکھ مربع میل کے بادشاہ ہیں لیکن پھر بھی اپنے لئے کوئی خصوصیت نہیں رکھتے، بلکہ شریعت کے مطابق اپنا فیصلہ کرواتے ہیں۔

---

❶ تاریخ مدینة دمشق، ترجمة: زید بن أسلم بن عبد اللّٰه، ج ۱۹ ص ۳۱۹

حکم خداوندی کے سامنے آتے ہی فوراً اطاعت کرنا

عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ مدینہ آئے اور اپنے بھتیجے حُرّ بن قیس بن حصین کے ہاں قیام کیا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرّب لوگوں میں سے تھے، عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ اگر حاکم وقت سے ملاقات کی کوئی صورت ہو تو آپ میرے لئے ان سے ملنے کی اجازت طلب کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دے دی، جب وہ آپ کے پاس آئے تو کہنے لگے اے ابن خطاب! تو ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتا ہے اور ہمیں چند ٹکڑوں کے سوا کچھ نہیں دیتا ہے (یہ سنتے ہی) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوگئے اور اس کو سزا دینے کا ارادہ کرلیا، حُرّ بن قیس نے آگے بڑھ کر عرض کیا اے امیر المؤمنین! یہ شخص جاہل ہے اور جاہل کے متعلق قرآن میں آیا ہے اس سے درگزر کرو، آپ اس کی بات کا خیال نہ کیجئے، قرآن میں آیا ہے ''**خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ**'' (الاعراف:۱۹۹) آپ درگزر کیجئے اور نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے اعراض کریں۔

حُرّ بن قیس کہتے ہیں:

وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلاَهَا عَلَيْهِ، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! جب میں نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قدم آگے نہیں بڑھے، آپ کتاب اللہ کے (احکامات کے) آگے نہایت رک جانے والے تھے۔

پیارے بچو! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک ہیبت والے اور جلالی آدمی تھے مگر جب اللہ تعالی کا حکم ان کے سامنے آتا فوراً سر جھکا دیتے، یہی اسلامی تعلیمات ہیں، ہمیں بھی اللہ تعالی

❶ صحیح البخاری: کتاب تفسیر القرآن، باب خذ العفو وأمر بالعرف...... الخ، رقم الحدیث: ۴۶۴۲

کے احکام کی اطاعت کرنی چاہیے، جب بھی شریعت کا حکم سامنے آئے فوراً دل وجان سے اسے قبول کر کے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مقابلے میں عقل کے گھوڑے دوڑانے کی چنداں ضرورت نہیں، بس حکم پر عمل کرنا ہے، جو بھی حکم ہو اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا باندی کو انصاف دلا کر آزاد کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک باندی نے حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر کہا: میرے آقا نے پہلے مجھ پر تہمت لگائی، پھر مجھے آگ پر بٹھا دیا، جس سے میری شرمگاہ جل گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تمہارے آقا نے تم کو وہ برا کام کرتے ہوئے دیکھا تھا؟ اس باندی نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تم نے کسی برائی کا اس کے سامنے اقرار کیا تھا؟ اس باندی نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اُسے میرے پاس لاؤ۔ (چنانچہ وہ آدمی آ گیا) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو دیکھا تو فرمایا: کیا تم انسانوں کو وہ عذاب دیتے ہو جو اللہ کے ساتھ خاص ہے؟ اس آدمی نے کہا: اے امیر المؤمنین! مجھے اس پر شبہ ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تم نے اسے وہ کام کرتے ہوئے دیکھا تھا؟ اس نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: کیا اس باندی نے تمہارے سامنے اس جرم کا اعتراف کیا تھا؟ اس نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَا يُقَادُ مَمْلُوكٌ مِنْ مَالِكِهِ، وَلَا وَلَدٌ مِنْ وَالِدِهِ لَأَقَدْتُهَا مِنْكَ، فَبَرَزَهُ، فَضَرَبَهُ مِائَةَ سَوْطٍ، ثُمَّ قَالَ: اذْهَبِي، فَأَنْتِ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللَّهِ، وَأَنْتِ مَوْلَاةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَرَّقَ

بِالنَّارِ، أَوْ مَثَّلَ بِهِ فَهُوَ حُرٌّ، وَهُوَ مَوْلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ. ❶

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ مالک سے اس کے غلام کو اور والد سے اس کے بیٹے کو بدلہ نہیں دلوایا جائے گا تو میں تجھ سے اس باندی کو بدلہ دلواتا۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو سو کوڑے مارے اور اس باندی سے فرمایا: تو جا، تو اللہ کے لیے آزاد ہے، تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسے آگ میں جلایا گیا، یا جس کی شکل آگ سے جلا کر بگاڑی گئی وہ آزاد ہے، اور وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ ہے۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک باندی کو انصاف دلایا، اور اس کے مالک کو انصاف کے کٹہرے میں لایا اور اسے سو کوڑے مارے، غریب اور لاچار باندی کو انصاف فراہم کیا، اور پھر اُسے ہمیشہ کے لئے ظلم سے نجات دلا کر آزاد کیا، اور وہ بھی محض اپنی رائے سے نہیں بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے۔

کون عمر؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر عمر

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت خنیس رضی اللہ عنہ بن حذافہ سہمی کا انتقال ہوا جو سابقین اولین میں سے تھے، اور غزوہ بدر میں کاری زخم لگا جس سے جانبر نہ ہو سکے، تو عدت گزرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملے، ان سے حضرت حفصہ کے رشتہ کی بات کی، فرمایا کہ اگر

---

❶ المعجم الأوسط: ج٨ ص ٢٨٦، رقم الحديث: ٨٦٥٧/ السنن الكبرى للبيهقي: ج٨ ص ٦٥، رقم الحديث: ١٥٩٤٨

آپ چاہیں تو میں حفصہ کا آپ سے نکاح کردوں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اوران سے کہا کہ میں نے یہ سوچا ہے کہ ابھی نکاح نہ کروں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اوران سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ سے آپ کا نکاح کردوں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے، کوئی جواب نہیں دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات پر شدید غصہ آیا، اتنا غصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نہ آیا ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ دن توقف کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام نکاح دیا، اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ان سے ملے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: شاید تم کو مجھ پر اس وقت غصہ آیا ہو جب تم نے حفصہ کا رشتہ مجھے پیش کیا، مگر میں نے جواب نہیں دیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم نے حفصہ کا رشتہ پیش کیا تو مجھے جواب دینے سے صرف یہ بات مانع تھی کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر کیا تھا اور میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو فاش نہیں کرسکتا تھا، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرتے تو میں ضرور قبول کرتا۔ [1]

پیارے بچو! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اچھا رشتہ ہو تو لڑکی والے خود بھی حکمت کے ساتھ پہل کرسکتے ہیں، دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ان کی بیٹی بیوہ ہوگئیں تو وہ رشتہ کے سلسلہ میں فکرمند ہوئے، اور اہلِ خیر کو رشتہ کی دعوت دی، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس لیے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے ''باب عرض الإنسان ابنته أو اخته على أهل الخير ''یعنی انسان اپنی بیٹی یا بہن کا رشتہ اہلِ خیر پر پیش کرسکتا ہے، رشتہ کے انتخاب میں دین داری کو دیکھنا چاہیے، نیز رشتہ میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح بیوہ عورت کے

---

[1] صحیح البخاری: کتاب النکاح، باب عرض الانسان ابنته أو اخته على الخير، رقم الحديث: ۵۱۲۲

نکاح میں بھی فکر مند ہونا چاہیے اور مناسب رشتہ ملتے ہی تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں، اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما یہ دونوں داماد ہیں، سسر بمنزلہ والد کے ہوتا ہے اور داماد بمنزلہ بیٹے کے ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایام قحط میں روزانہ بیس اونٹ نحر کرنا

حضرت یزید بن فراس دیلمی رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

كان عمر بن الخطاب ينحر كل يوم على مائدته عشرين جزورا من جزر بعث بها عمرو بن العاص من مصر. ❶

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص نے مصر سے جو اونٹ بھیجے تھے ان میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزانہ بیس اونٹ ذبح کر کے اپنے دستر خوان پر لوگوں کو کھلاتے تھے۔

پیارے بچو! دیکھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ قحط کے ایام میں روزانہ بیس اونٹ نحر کرتے تھے، ہم بھی سوچیں کہ کیا کبھی ہم نے اللہ کے نام پر اونٹ قربان کیا ہے، اونٹ تو دور کی بات شاید ہم نے کبھی مرغی بھی اللہ کے نام پر ذبح کر کے تقسیم نہیں کی، اس لیے پختہ ارادہ کریں اگر اللہ رب العزت نے ہمیں گنجائش دی تو ہم بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چل کر اللہ کے نام پر سب سے اچھا جانور اور پسندیدہ چیز خرچ کریں گے۔

کفر کے مقابلے میں نہایت سخت

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک پادری کے پاس سے گزر ہوا، جو اپنی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا، اس کے قریب گئے اور اس سے پوچھا کیا تم اپنی کتابوں میں کچھ ہمارا ذکر بھی

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۲۳۹ / كنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال ج۱۲ ص ۲۱۲ رقم الحديث: ۳۵۸۹۶

پاتے ہو؟ پادری نے کہا کہ ہاں، تم لوگوں کی صفات اور اعمال کا تو ذکر پاتے ہیں لیکن تمہارے نام نہیں پاتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اچھا تم مجھے کیسا پاتے ہو؟ پادری نے کہا کہ لوہے کا سینگ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ لوہے کے سینگ سے کیا مراد ہے؟ اس نے کہا کہ سخت مزاج حاکم، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا: اللہ اکبر۔ ❶

پیارے بچو! سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین تھے اور امیر کی شان یہی ہوتی ہے کہ غیر مسلموں پر ان کا رعب ودبدبہ ہو، کچھ عرصہ قبل جب سلطنت عثمانیہ قائم تھی، اس وقت بھی جب امیر مقرر ہوتا تو غیر مسلموں کو فکر لاحق ہوتی کہ اب مسلمانوں کا امیر کون ہوگا اور وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟

مگر اب جب مسلمانوں نے شریعت محمدی کی مبارک تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا تو ہمیں فکر ہوتی ہے کہ کافروں کا حکمراں کون ہوگا، بس ضرورت اس چیز کی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتداء کی جائے، انہیں اپنا آئیڈیل اور ہیرو بنایا جائے، پھر دیکھیں کہ عالم میں امن آتا ہے یا نہیں۔

معمولی شہد کے استعمال کے لیے رعایا سے اجازت طلب کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو آپ کے لئے شہد کھانا تجویز ہوا، بیت المال میں شہد کا ایک چھوٹا سا برتن تھا، چنانچہ آپ سہارا لے کر چلے اور منبر پر جلوہ افروز ہوکر لوگوں سے مخاطب ہوئے لوگو!

إِنْ أَذِنْتُمْ لِي فِيهَا أَخَذْتُهَا وَإِلَّا فَإِنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ. فَأَذِنُوا لَهُ فِيهَا. ❷

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج۳۹ ص ۱۸۹ / مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب، الباب الرابع، ص ۱۵ / سير أعلام النبلاء: ج۲ ص ۴۵۴

❷ الطبقات الكبرى: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۲۰۹ / تاريخ مدينة دمشق: ج۴۴ ص ۳۰۱

ترجمہ: اگر تمہاری اجازت ہو تو میں وہ شہد استعمال کرلوں، اگر اجازت نہیں ہے تو پھر میرے لئے اس کا استعمال حرام ہے، لوگوں نے آپ کو اجازت دی، تو آپ نے استعمال کیا۔

پیارے بچو! دوسروں کی چیزوں کو بغیر اجازت کے استعمال کرنا ٹھیک نہیں، ہمیں کسی کی چیز کو استعمال نہیں کرنا چاہیے، اگر بہت ہی زیادہ ضرورت ہو تو اس کے مالک سے اجازت لے لینی چاہیے، ورنہ استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوجود یہ کہ امیر المؤمنین ہیں، چاہے تو بغیر اجازت کے بھی استعمال کر سکتے تھے، لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا، معمولی شہد جس کی آپ کو ضرورت اور حاجت بھی تھی وہ بھی بغیر اجازت کے استعمال نہیں کیا۔

بیوہ عورت کے ساتھ خصوصی تعاون اور حسنِ سلوک

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازاروں میں چکر لگا رہے تھے، لوگوں کی ضروریات معلوم کر رہے تھے کہ ایک نوجوان عورت ملی، جس پر حاجت مندی کے آثار نمایاں تھے، حیا وشرم سے کہنے لگی اے امیر المؤمنین! میرے شوہر کی وفات ہوگئی، اس نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں، خدا گواہ ہے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے، مجھے ان بچوں کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے اور میں خُفاف بن ایماء الغفار کی بیٹی ہوں، جو حدیبیہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رک گئے، اور بشاشتِ وجہ سے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا قریبی نسب پر خوش آمدید، خوش آمدید، پھر اپنے گھر تشریف لے گئے جہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا، اس پر دو بوریاں غلہ کی بھر کر لا دیں، اور کپڑے اور ضروری سامان رکھا، پھر اس کی مہار اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا: یہ لے جاؤ، یہ سامان ختم نہیں ہوگا، تاوقتیکہ اللہ تعالی تمہیں خیر و بھلائی عطا فرمائیں گے۔ ایک آدمی نے جو اس عطا و بخشش کو دیکھ رہا تھا، کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ نے اس

کو بہت زیادہ دے دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا ناس ہو:

وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَى أَبَا هَذِهِ وَأَخَاهَا، قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ، ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں اس عورت کے باپ اور بھائی کو دیکھتا تھا ان دونوں نے ایک مدت تک قلعہ کا محاصرہ رکھا تھا، پھر اس کو فتح کیا اور ہم لوگ اس میں ان کے حصے غنیمت کے طور پر دینے لگے۔

پیارے بچو! ہمیں بھی دوسروں کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے، اور سب سے اہم بات کہ ہمیں اپنے خاندان اور قریبی رشتے داروں کا خیال سب سے مقدم رکھنا چاہیے، کیونکہ ان کا ہم پر حق ہے، پہلے اپنے ہیں پھر پرائے ہیں، اس لیے ہمیں اپنوں کے ساتھ ہمدردی دوسروں کے مقابلے میں زیادہ رکھنی چاہیے، خصوصاً اپنی بہنوں، خالاؤں اور پھوپھیوں کی ضرورتوں کو ان کے کہنے سے پہلے پورا کرنا چاہیے، والدین کے ساتھ محبتوں والا سلوک کرنا چاہیے، انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو ان کے کہنے سے پہلے وہ انہیں فراہم کر لینی چاہیے۔ اگر خاندان میں کوئی عورت بیوہ ہو تو اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے، اسی طرح یتیم بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہیے، یتیموں کی کفالت پر جنت میں حضور کی رفاقت نصیب ہوتی ہے۔

اپنے اہلیہ کے بجائے ضرورت مندوں میں تقسیم کرنا

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں چند کپڑے تقسیم کیے، تو ایک عمدہ کپڑا بچ گیا، کسی حاضر مجلس نے کہا یہ کپڑا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صاحبزادی کو دے دیجیے، جو آپ کے عقدِ نکاح میں ہے، ان کی مراد ام کلثوم بنت علی تھیں

❶ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب غزوة الحديبية، رقم الحديث: ۴۱۶۰

جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھی، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ باقی مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کے ساتھ خصوصی امتیاز نہیں کرتے تھے، چنانچہ آپ نے فرمایا:

أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ بِهِ، وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الأَنْصَارِ، مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ: فَإِنَّهَا كَانَتْ تُزْفِرُ لَنَا القِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ. ❶

ترجمہ: ام سلیط اس کی زیادہ حق دار ہے، کیونکہ وہ ان عورتوں میں سے ہے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، اور وہ اُحد کی لڑائی میں ہمارے پیاسوں کو پانی پلانے کے لئے مشکیزے اٹھاتی تھیں۔

پیارے بچو! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی ہمارے لیے مشعلِ راہ اور بہترین نمونہ ہے، انہوں نے وہ کپڑا اپنی بیوی کو نہیں دیا، حالاں کہ وہ کوئی عام خاتون نہیں تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے اور آپ کی اہلیہ ہے، لیکن آپ نے دوسری خاتون کو ترجیح دی، اور وجہ یہ بیان کی کہ انہوں نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور جنگ احد کے موقع پر زخمیوں کی خدمت کی ہے، اس وقت تک پردے کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے۔ اوروں کے لیے کچھ کرنا کمال ہے، اس صفت کو اپنے اندر پیدا کریں، دوسروں کیلیے جئیں، اپنے لیے تو سب جیتے ہیں۔

خواہشات اور رغبتوں سے اجتناب

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبد اللہ کے پاس آئے، دیکھا کہ ان کے سامنے گوشت رکھا ہے، آپ نے پوچھا یہ گوشت کیسا ہے؟ حضرت عبد اللہ نے متردد ہو کر کہا کہ گوشت کھانے کو میرا جی چاہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

أَوَ كُلَّمَا اشْتَهَيْتَ شَيْئًا أَكَلْتَهُ؟ كَفَى بِالْمَرْءِ سَرَفًا أَنْ يَأْكُلَ كُلَّمَا اشْتَهَاهُ. ❷

---

❶ صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب ذكر أم سليط، رقم الحديث: ۴۰۷۱

❷ الزهد للإمام أحمد: زهد عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۱۰۲، رقم: ۶۵۱

ترجمہ: جس چیز کو بھی تمہارا جی چاہے گا تو کھاؤ گے؟ کسی شخص کے اسراف والا عمل کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کو جو چیز بھی مرغوب ہو کھالے۔

پیارے بچو! ہمیں ہر پسندیدہ چیز کھانے سے بچنا چاہیے، اگر ہر خواہش پوری کرنے کے پیچھے پڑ گئے تو یہ واقعی نادانی ہے، فضول خرچی اور اسراف ہے۔ انسان جب ہر خواہش پوری کرنے کے درپے ہو جائے پھر یہ کبھی مکمل نہیں ہوتیں۔ انسانی طبیعت ایسی ہے کہ وہ خواہشات سے سیر نہیں ہوتی، جہنم کو خواہشات سے ڈھانپا گیا ہے اور جنت کو مشقت والے اعمال سے، خواہشات بادشاہ کی بھی پوری نہیں ہوتیں اور ضروریات اللہ رب العزت فقیر کی بھی پوری کر دیتا ہے۔ جو کچھ گھر میں بنا ہو بخوشی اُسے کھالیں، ضد نہیں کرنی چاہیے کہ میں نے یہ نہیں وہ کھانا ہے، جو بھی ملے کھا کر اللہ کا شکر ادا کریں کہ ہم اس قابل نہیں تھے لیکن یہ اللہ رب العزت کا فضل ہے وہ ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔

رعایا میں مساوات کی خاطر لذیذ اور شیریں غذاؤں کو ترک کرنا

آذربائیجان میں عتبہ بن فرقد کی خدمت میں ایک کھانا پیش کیا گیا، جس کو ''خبیص'' کہتے تھے جو کھجور اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے، جب انہوں نے کھایا تو بڑا شیریں اور خوش ذائقہ محسوس ہوا، فرمانے لگے کہ خدا کی قسم! ہم ایسا کھانا امیر المؤمنین کے لئے بھی ضرور تیار کریں گے، چنانچہ انہوں نے اس کھانے کے دو بڑے برتن تیار کئے اور دو آدمیوں کے ہاتھ ایک اونٹ پر رکھوا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے، جب وہ آدمی برتن لے کر بارگاہِ خلافت میں حاضر ہوئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان برتنوں کو کھولا تو دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ خبیص ہے، امیر المؤمنین نے اس کو چکھا تو بڑا شیریں اور خوش ذائقہ محسوس ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان قاصدوں کی طرف نظر التفات کرتے ہوئے پوچھا کیا وہاں کے تمام مسلمان یہ کھانا کھاتے ہیں؟ قاصدوں نے نفی

میں جواب دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ یہ برتن واپس لے جاؤ اور عتبہ بن فرقد کو لکھا:

إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَدِّكَ، وَلَا مِنْ كَدِّ أَبِيكَ، وَلَا مِنْ كَدِّ أُمِّكَ، فَأَشْبِعِ الْمُسْلِمِينَ فِي رِحَالِهِمْ مِمَّا تَشْبَعُ مِنْهُ فِي رَحْلِكَ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ. ❶

ترجمہ: یہ کھانا تیرے باپ کی محنت وکمائی کا ہے اور نہ تیری ماں کی کمائی کا ہے، تمام مسلمانوں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، اور عیش وعشرت سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

پیارے بچو! اسلام ہمیں مساوات کا درس دیتا ہے، کوئی بڑے چھوٹے کا تصور ہی نہیں، جو چیز ایک بادشاہ کے لیے ہے وہی ایک غریب اور عام مسلمان کے لیے بھی، کسی کو کسی پر کوئی تفاوت و برتری حاصل نہیں ہے، ہمیں بھی اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو خود کھائیں دوسروں کو بھی وہی کھلائیں، جو خود پہنیں دوسروں کو بھی وہی پہنائیں، ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے گھر میں تو مرغن غذائیں کھائیں اور ہمارا پڑوسی بھوکا پیٹ سوئے، ہمیں دوسروں کی خبر گیری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ شخص کامل مسلمان نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔

دن کو سویا تو رعایا بیزار اور اگر رات کو سویا تو اپنی ذات برباد کر دوں گا

معاویہ بن خدیج اسکندریہ کی فتح کی خوش خبری لے کر امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چت لیٹے ہیں، معاویہ کہنے لگے امیر المؤمنین سو رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً گھبرا کر اٹھے اور فرمایا کہ اے معاویہ! جب تم مسجد میں آئے تو تم نے کیا کہا؟ معاویہ نے کہا کہ میں نے کہا کہ امیر المؤمنین سو رہے

---

❶ صحیح مسلم: کتاب اللباس والزینة، باب تحریم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال، رقم الحديث: ۲۰۲۹/ کنز العمال: ج۱۲ ص۶۲۸، رقم: ۳۵۹۳۷

ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بئس ما ظننت لئن نمت النهار لأضيعنّ الرعية، ولئن نمت الليل لأضيعنّ نفسي، فكيف بالنوم مع هذين يا معاوية. (1)

ترجمہ: تو نے برا گمان کیا، اگر میں دن کے وقت سو گیا تو رعایا کو برباد کروں گا اور اگر رات کو سو گیا تو اپنی ذات کو برباد کردوں گا، اے معاویہ! بھلا اس کے باوجود نیند آسکتی ہے۔

پیارے بچو! سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیسے چاق و چوبند تھے، کیسی فکر تھی اپنی اور رعایا کی، ہمیں بھی غفلت نہیں برتنی چاہیے، اپنی اور تمام جہاں کے انسانوں کی فکر کرنی چاہیے کہ کیسے ہماری آخرت کی زندگی سکون والی ہوگی، ہمیں ہمیشہ سستی کو چھوڑ کر چستی کی عادت اپنانی چاہیے، غفلت والی زندگی سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے، اگر کوئی عہدہ مل جائے تو اپنے ماتحتوں کی فکر ہونی چاہیے، اسی طرح اپنے چھوٹوں کی فکر کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

میں نے ان بچوں کو روتا دیکھا اب چاہتا ہوں ہنستا بھی دیکھ لوں

دن کا اجالا ختم ہوا تو رات کا اندھیرا چھانے لگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نیند کو دور کیا اور لوگوں کے حالات جاننے کے لئے نکل پڑے، دریں اثناء کہ آپ جا رہے تھے کہ آپ کے کان میں بچوں کے رونے کی آواز پڑی، جب اس آواز کے قریب ہوئے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے گھر کے اندر بیٹھی ہے، اور اس کے اردگرد بچے ہیں جو مسلسل رو رہے ہیں، اور پانی کی بھری ایک ہانڈی چولہے پر چڑھا رکھی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازہ کے قریب گئے اور پوچھا اے خدا کی بندی! یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ بھوک کے مارے رو رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہانڈی میں کیا ہے، جو چولہے پر

---

(1) المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار: ذكر مدينة الإسكندرية، ج ۱ ص ۳۰۸

چڑھائی ہوئی ہے؟ اس عورت نے کہا کہ میں نے ان بچوں کو بہلانے کے لئے پانی رکھا ہوا ہے تاکہ یہ کسی طرح سو جائیں، اور یہ سمجھیں کہ اس ہانڈی میں کھانے کی کوئی چیز ہے جو پک رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت دکھ پہنچا، فوراً بیت المال گئے اور ایک بڑا تھیلا لیا، اس میں آٹا، گھی، چکنائی، کھجوریں، کپڑے اور دراہم بھر کر ڈالے اور اپنے غلام اسلم سے کہا کہ اے اسلم مجھے یہ سب کچھ اٹھوا دو، اسلم نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کی طرف سے میں اٹھا دیتا ہوں، حضرت عمر نے (تیز لہجے میں) اسلم سے کہا:

لا أم لک یا أسلم بل أنا أحمله لأنی أنا المسؤول عنهم فی الآخرة قال فحمله علی عنقه حتی أتی به منزل المرأة قال وأخذ القدر فجعل فیها دقیقا وشیئا من شحم وتمر وجعل یحرکه بیده وینفخ تحت القدر قال أسلم وکانت لحیته عظیمة فرأیت الدخان یخرج من خلل لحیته حتی طبخ لهم ثم جعل یغرف بیده ویطعمهم حتی شبعوا.

ترجمہ: اسلم تیرا ناس ہو، کیا تم قیامت کے دن میرا بوجھ اٹھا سکو گے؟ اسلم خاموش ہو گئے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ سامان اٹھوایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ سامان لے کر اس عورت کے گھر گئے، وہاں پہنچ کر ہانڈی لی اور اس میں آٹا اور کچھ چربی اور کھجوریں ڈالیں اور اپنے ہاتھ سے ہلانے لگے اور ہانڈی کے نیچے پھونکتے رہے کہ دھواں آپ کی داڑھی کے اندر سے نکل رہا تھا، حتی کہ ان کے لئے کھانا تیار ہو گیا، پھر اپنے ہاتھ سے نکال نکال کر ان بچوں کو کھلاتے رہے، یہاں تک کہ ان کا پیٹ بھر گیا۔

پھر باہر آئے اور شیر کی طرح جم کر بیٹھ گئے، آپ اسی حال میں رہے حتی کہ وہ بچے خوشی سے اچھلنے لگے، پھر آپ اٹھے اور اپنے غلام اسلم سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں بیٹھ گیا تھا؟ اسلم نے کہا کہ نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رأيتهم يبكون فكرهت أن أذهب وأدعهم حتى أراهم يضحكون فلما ضحكوا طابت نفسي.❶

ترجمہ: میں نے ان بچوں کو روتے ہوئے دیکھا، تو مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ ان کو ویسے ہی چھوڑ کر چلا جاؤں، یہاں تک کہ ان کو ہنستا ہوا دیکھوں، جب میں نے ان کو ہنستے ہوئے دیکھا تو میرا جی خوش ہو گیا (اب مجھے سکون مل گیا)۔

پیارے بچو! سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین تھے تو کیسے رعایا کا خیال کیا، راتوں کو اٹھ اٹھ کر گلیوں میں گشت کرنا کوئی آسان کام نہیں، اسی طرح کے متعدد واقعات ملتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ راتوں کو لوگوں کی ضروریات پوری کرتے تھے، ہمیں بھی آپ کی اتباع کرنی چاہیے، اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ ہمارے گلی محلے میں یا کہیں بھی کسی کو ہماری مدد کی ضرورت ہے تو اپنے والدین سے مشورہ کرنے کے بعد ان سے تعاون کرنا چاہیے۔ تعاون ہمیشہ خفیہ طور پر کریں اور احسان نہ جتلائیں، بلکہ اللہ کا شکر ادا کریں کہ ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم دوسروں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں، ہمیں دینے والا بنایا نہ کہ لینے والا۔

---

❶تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص۳۵۳/ الرياض النضرة: الباب الثاني، الفصل التاسع، ج۲ ص۳۸۵

مؤلف کی کاوشوں پر ایک طائرانہ نظر

Designed & Printed By: Shafiq Urdu Bazar Karachi. 0321-2037724



ناشر

ادارۃ المعارف کراچی
021-35123161,021-35032020,0300-2831960

مولانا محمد ظہور صاحب
0334-8414660,0313-1991422

مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی و تحقیقی بیانات و دروس کے لئے اس وٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں: 03112645500